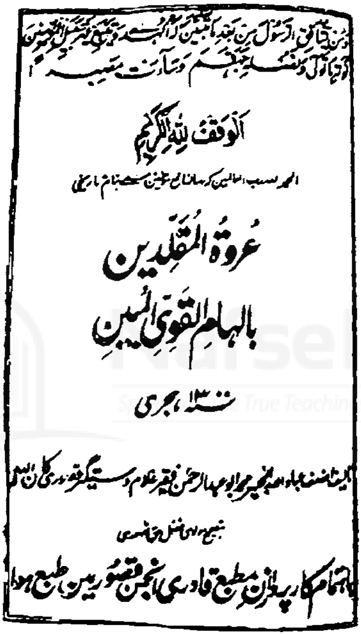

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا

الوقف للہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین کہ رسالہ [illegible] بنام تاریخی

عُروۃُ المُقَلِّدین

بالہامِ القوی المتین

سنہ ۱۳۱۱ ہجری

تالیف ناصر سنت جماعت مجیب مولوی ابو عبد الرحمٰن فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ

[illegible]

باہتمام کارپردازان مطبع قادری انجمن قصور میں طبع ہوا

[باہتمام کارپردازانِ مطبع قادری انجمن قصور سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

سوال

جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ باری تعالیٰ کا عرش پر مکان ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضا و جوارح ہیں۔ (۱) نیز یہ عقیدہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (۲) اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن اور فرشتے جبریل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (۳) اور جو لوگ حرفِ ضاد کو ظا پڑھتے ہیں یعنی **غیر المغضوب ... ولا الضالین** کو **غیر المغظوب .... ولا الظالین** پڑھتے ہیں اور (جو بعض) جس کنویں میں کتا، سور، بلی، چوہا وغیرہ مر کر گل جاوے تو اس پانی کو پاک جان کر پیتے اور اُس سے وضو غسل کر لیتے ہیں آیا ایسے عقیدہ والوں اور ایسے کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا ہے یا نہیں؟۔

الجواب واللّٰہ ھو المُلھم للصَّواب

ان تینوں عقیدے والوں اور دونوں کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا نہیں ہے۔ اب تفصیل اس کی نمبروار لکھی جاتی ہے :

پہلے نمبر سوال کا جواب یہ ہے کہ قرآن اور حدیث اور اجماع اہل سنت بلکہ اکثر امت سے ثابت ہے۔ حق تعالیٰ جسمانی مکانی نہیں ہے۔ سورۂ شوریٰ میں فرمان ہے :

---

(۱) تفصیل اس کی رسالہ ''تحقیق تقدیس الوکیل'' میں موجود ہے۔۱۲

(۲) تقویۃ الایمان: ۲۷ مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، لاہور- وصفحہ ۱۶ مطبوعہ مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی

(۳) تقویۃ الایمان: ۴۷ مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، لاہور- وصفحہ ۳۵ مطبوعہ مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ وَ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ o (سورۂ شوریٰ:۴۲/۱۱)

یعنی حق تعالیٰ کی مانند کوئی چیز نہیں ہے اور وہ کانوں کے بغیر سنتا ہے آنکھوں کے بغیر دیکھتا ہے۔ کذا فی المدارک وغیرہ۔

نیز قرآن مجید میں پچاس جگہ پر باری تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو تسبیحات سے یاد فرمایا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیثوں میں ان تسبیحات کے پڑھنے کا ثواب بے حساب روایات میں آیا ہے، جن سے تنزیہ وتقدیس حق سبحانہ وتعالیٰ کے اعضاو مکان سے بخوبی متحقق وعیاں ہے، اس لیے سب عقائد کی کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ حق تعالیٰ جسمانی مکانی نہیں ہے۔ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر کی شرح مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۷۱ میں لکھتے ہیں :

> **كما هو مقرر عند أهل السنة والجماعة بل و سائر طوائف الاسلام من المعتزله والخوارج و سائر أهل البدعة إلا طائفة من المجسمة و جهلة من الحنابلة القائلين بالجهة تعالى الله عن ذالک علوا کبیرا .** (۱)

پھر صفحہ ۹۱ میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ رافضی غالی اور یہود مردود اور کرامیہ اور مجسمہ حق تعالیٰ کو عرش پر یعنی عرش کو اس کا مکان جانتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں :

عقیدۂ دوازدہم آنکہ حق تعالیٰ جسم نیست وطول وعرض وعمق ندارد و ذی صورت وشکل نیست۔

عقیدۂ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست واو را جہتے از فوق وتحت متصور نیست وہمیں ست مذہب اہل سنت و جماعت حکمیہ وغیرہ از امامیہ می گویند...... کہ حق تعالیٰ جسم ست وسالمیہ می گویند کہ چہرہ وچشم وگوش ودہاں وبینی ودست وپا ہمہ با وتعالیٰ ثابت ست حکیمہ ویونسیہ گویند کہ مکان او عرش ست...... سالمیہ وشیطانیہ گویند کہ مکان او در آسماں

---

(۱) جیسا کہ حق تعالیٰ کا جسمانی مکانی نہ ہونا اہل سنت بلکہ ساری اُمت کے نزدیک ثابت ہے، مگر فرقہ مجسمہ اور اسی کی مانند کچھ جاہل لوگ اللہ تعالیٰ کی جہت اور مکان کے قائل ہیں۔ اور وہ سبحانہ جہت اور مکان سے پاک ہے۔ ۱۲ (منح الروض الازھر فی شرح الفقہ الاکبر: ۳۳۲ مطبوعہ دار البشار الاسلامیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ)

ست...... وانتقال می کند از مکانے بمکانے واز آسمانے بآسمانے ونزول وصعود وقیام و قعود وحرکت وسکون می نماید در بعیہ گویند کہ مسکن او آسماں ست لکن در ایام بہار برائے سیر گلزار ہا وشگوفہ ہا برزمین می آید باز بالائے آسمان میرود مثل جہانگیر بادشاہ کہ مستقر او آگرہ بود و ہر سال برائے سیر بہار بکشمیر میرفت...... ایں عقیدہ کبرائے امامیہ باوجود یکہ مضحکہ صبیان ست مخالفت کلی دارد۔ بالثقلین اما کتاب فقولہ تعالیٰ: لیس کمثلہ شیی و ھو السمیع البصیر . واما عترت بس آنچہ مرویست از امیر المومنین مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہ در خطبہ خود فرمودہ کہ او تعالیٰ وصف کردہ نمی شود بچیزے از اجزا و جوارح و اعضاے او تعالیٰ در مکان نیست کہ برد انتقال جائز باشد کلہ مذکور فی نہج البلاغۃ۔ (۱)

یہاں تک تحفہ اِثنا عشریہ کی عبارت ہے۔

اب جاننا چاہیے کہ یہود اور مجسمہ اور غلاتِ روافض کو جو حق تعالیٰ کے واسطہ جسم اعضا مکان ثابت کرتے ہیں، آیات متشابہات ید و وجہ و استوی علی العرش وغیرہ سے دھوکہ پڑ گیا کہ ان کو محکمات جان کر حق تعالیٰ کے لیے جسم اور مکان ثابت کرنے لگے اور فی الحقیقت وہ آیات اور ایسا ہی احادیث جن میں ایسے الفاظ وارد ہیں سب کی سب متشابہات سے ہیں جن پر ایمان لانا

---

(۱) [تحفہ اثنا عشریہ: ۱۴۲۔۱۴۱ ملخصاً مطبوعہ مطبع منشی نول کشور] ترجمہ: بارہواں عقیدہ: اللہ تعالیٰ جسم اور لمبائی، چوڑائی اور گہرائی نہیں رکھتا ہے اور اس کی شکل صورت بھی نہیں۔

تیرھواں عقیدہ: اللہ تعالیٰ کسی مکان میں نہیں ہے اور طرف اونچی نیچی سے پاک ہے اور یہی ہے مذہب اہل سنت و جماعت کا۔ شیعہ کے بعضے فرقہ قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے اور چہرہ اور آنکھ، منہ اور ناک اور ہاتھ، کان سب کچھ رکھتا ہے۔ اور اس کا مکان عرش ہے اور عرش سے ملا ہوا ہے۔

سالمیہ شیطانی کہتے ہیں کہ اس کا مکان آسمان ہے، ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر اترتا چڑھتا ہے کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے۔

ربیعہ کہتے ہیں کہ مکان اس کا تو آسمان ہے لیکن بہار میں سیر گلزار کے واسطے زمین پر آتا ہے پھر آسمان پر چلا جاتا ہے جیسا کہ جہانگیر آگرہ سے ہر سال کشمیر کو جایا کرتا تھا۔ یہ عقیدہ شیعہ کا............ قرآن اور اہل بیت کے فرمان سے سراسر مخالف ہے۔ قرآن مجید کی آیت لیس کمثلہ شیئ اس کو رد کرتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ اعضاء وجوارح ومکان سے پاک ہے جیسا کہ کتاب نہج البلاغۃ میں مذکور ہے۔ ۱۲

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

فرض اوران کی مراداورتفسیر خداے پاک کوسپرد کرنا لازم ہے اوران کے ظاہری معنوں سے اوسبحانہٗ کو پاک جاننا لازم ہے۔ مولانا علی قاری فقہ اکبر کی شرح صفحہ۹ میں لکھتے ہیں :

و قد تقدم عن أبی حنیفة رضی اللّٰه عنه أنه یؤمن بالصفات المتشابهات و یعرض عن تاویلها و ینزه اللّٰه عن ظواهرها و یکل علمها إلی عالمها کما هو طریقة السلف و کثیر من الخلف انتهی. (۱)

اورسنن ترمذی میں کئی جگہ پر علماے سلف اورخلف کی نقل سے ایسا ہی لکھا ہے کہ ان الفاظ پر ایمان لائیں اوران کے معنی اورمراد کے بیان کی طرف نہ جائیں جیسا کہ سورۂ مائدہ کی تفسیر کے باب میں حدیث ید کے نیچے لکھتے ہیں :

قال الائمة نؤمن به کما جاء من غیر أن یفسر أو یتوهم . انتهی. (۲)

اور یہ مطلب صدہا قرآن مجید کی تفسیروں اوراحادیث کی شرحوں سے ثابت ہے مگر تفسیر اتقان میں اس کا ذکر شرح وار درج ہے۔ رسالہ تحقیق تقدیس الوکیل میں ان کی عبارات کے ترجمے مرقوم ہیں۔ باقی رہا یہ کہ جو کوئی حق تعالیٰ کو جسمانی مکانی جانے تو شرع ازہر اس کے بارے میں کیا فرماتی ہے۔ امام تورپشتی علیہ الرحمۃ المعتمد فی المعتقد میں لکھتے ہیں :

> بدانکہ انواع کفر بسیارست ومنشاء اباطیل ہمہ پنج چیز است تعطیل وتشریک وتشبیہ و تعلیل وتشریک در تدبیر وتشبیہ...... آنست کہ قومی خداے را جل وعلا حدے گفتہ اند وبدانچہ آفریدۂ اوست از جواہر واعراض نسبت کردند وبذاتش مانندگی گفتند

---

(۱) امام اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ صفات متشابہات کو ماننا لازم ہے اوران کی تاویل اورمراد بیان کرنا نہ چاہیے اوران کے ظاہر معنوں سے حق تعالیٰ کو پاک جاننا چاہیے اوراس کے علم کو حق تعالیٰ کے سپرد کرنا لازم ہے جیسا کہ کثرت سے امامانِ اہل سنت فرماتے ہیں: کہ یداوروجہ پر ایمان لانا چاہیے سوااس کے کہ اس کے معنی کیے جائیں۔

(۲) امامان اہل سنت فرماتے ہیں کہ یداوروجہ وغیرہ پر ایمان لانا چاہیے سوااس کے کہ اس کے معنی کیے جائیں اوروہم کریں یعنی انہیں الفاظ کو مانا جائے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ خدا تعالیٰ کو ثابت نہ کریں۔ ۱۲

(۲) سنن ترمذی: ۲۵۰/۵ حدیث: ۳۰۴۵۔

تعالیٰ اللہ عن ذلک۔ (۱)

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۹ میں منقول ہے :

ذکر الشیخ الإمام ابن عبد السلام فی کتاب حل الرموز انه قال الامام أبوحنیفة من قال لا أعرف اللّٰه تعالی فی السماء هو أم فی الأرض فقد کفر لأنه هذا القول یوهم أن للحق مکانا و من توهم أن للحق مکانا فهو مشبه . انتهی و لا شک أن ابن عبد السلام من أجل العلماء و أوثقهم فیجب الاعتماد علی نقله . (۲)

کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں ابو طاہر قزوینی کی سراج العقول سے لکھتے ہیں کہ فرقہ مشبہ آیت **الرحمٰن علی العرش استوی** سے گمراہ ہوئے حتی کہ حق تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کر دیا۔ اس پر امت مرحومہ کے علمائے دین دار نے ان کی تکفیر اور تضلیل اور ضرب اور شتم اور قتل اور غارت میں سبقت کی اور باری تعالیٰ سے اس کی تنزیہ اور تقدیس کے صلہ میں جزائے خیر لی۔ یہ ترجمہ ہے الیواقیت والجواہر کی عبارت کا۔

مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں :

من قال بأنه سبحانه جسم و له مکان و یمر علیه زمان و نحو ذلک فانه کافر حیث لم یثبت له حقیقة الایمان . انتهی (۳)

---

(۱) [المعتمد فی المعتقد :۶۴ مطبوعہ مطبع مظہر العجائب، مدراس] کفر کی بہت قسمیں ہیں منشاء اس کا پانچ چیز سے ہے ایک خدا تعالیٰ کو بے کار جاننا، دوسرا اس کے ساتھ شریک جاننا، تیسرا اس کو مخلوق سے تشبیہ دینا، مکانی جسمانی جاننا اور خدا جل وعلا اس سے پاک ہے۔ ۱۲

(۲) شیخ امام ابن عبد السلام کتاب حل رموز میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی کہے کہ میں نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ آسمان میں ہے یا زمین میں سو کافر ہے، کیونکہ اس کلام سے وہم آتا ہے کہ خدائے پاک کے لیے مکان ہے اور جس نے خدا تعالیٰ کے لیے مکان ٹھہرایا وہ مشبہ ہے۔ ۱۲

(۳) جس نے خدائے پاک کے لیے جسم ٹھہرایا اور اس کو مکانی زمانی بتایا پس بے شک وہ کافر ہے کیونکہ حقیقت ایمان جو وحدانیت تھی اُسے زیب نہ ہوئی۔

تفسیر فتح العزیز میں آیت **والذین ھادوا** کے نیچے یہودیوں کے اعمال اور اعتقاد اور اخلاق کی قباحتوں کے بیان میں لکھتے ہیں :

> چنانچہ سر کفر ایشاں ایں ست کہ حضرت حق تعالیٰ را جسمانے برصورت انسان اعتقاد میکنند ومیگویند کہ ہر چند ذات او تعالیٰ مبرا از جسمیت است لیکن اورا تعلق بجسمی ناگزیر ست ہرگز بے جسمی نمے ماند الی قولہ۔ (۱)
>
> واستوی بعرش بمعنے تمکن واستقرار وجواز رؤیت او در جہت وگریستن بر طوفان نوح وخندہ کردن واندوہ وحزن وفرح وسرور رابے تاویل برآنجناب تجویز واطلاق میکنند۔ (۲)

اگر کوئی کہے کہ اہل سنت کا مسئلہ مشہور ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ چاہیے تو یہاں پر مجسمہ مشبہ جو اہل قبلہ ہیں ان کی تکفیر کیوں کی گئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب (۳) اہل قبلہ کی تاویل اور شبہ کسی نص صریح یا حدیث صحیح یا اجماع امت کے برخلاف ہو تو وہاں پر ان کی تکفیر ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کا انکار کفر جلی ہے۔ المعتمد فی المعتقد میں لکھتے ہیں :

> واکثر علماے سلف تکفیر فرق ضلالت چوں روافض وخوارج ومعتزلہ روا نداشتہ اند وبعضے دیگر در تکفیر ایشان توسع کردند آنچہ بر قانون اصول دین مستقیم است آنست کہ نظر کنیم اگر مبتدع تأویلی کند کہ مفضی باشد بمخالفت نص ظاہر از کتاب یا سنت ثابت کہ عذر باوجود آں منقطع باشد یا رد آنچہ امت اجماع کردہ باشند تکفیر وی روا باشد۔ (۴)

---

(۱) یہودیوں کا کفر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو جسمانی آدمی کی طرح پر جانتے ہیں اور کہتے ہیں اگرچہ اس کی وجہ جسمیت سے پاک ہے تاہم کسی نہ کسی جسم سے اس کا تعلق ضروری ہے سوائے جسم کے ہرگز نہیں رہ سکتا ہے۔

(۲) اور یہودی استوا بعرش کو بمعنی مکان وقرار پکڑنے کے خداے پاک پر بولتے ہیں اور دوسری صفات مخلوقات کو بھی بلا تاویل حق تعالیٰ پر بولتے ہیں۔ ۱۲

(۳) مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں ذیل **لیس البر** مسئلہ تکفیر اہل قبلہ کو۔۔۔ لکھا ہے جس کا مآل وہ ہے جو اس رسالہ میں تحریر ہوا ہے۔ ۱۲ منہ کان اللہ لہ

(۴) [المعتمد فی المعتقد :۲۲۳ مطبوعہ مطبع مظہر العجائب، مدراس ۱۲۸۶ھ] اکثر متقدمین روافض خوارج معتزلی وغیرہ کی تکفیر نہیں کرتے اور بعضوں نے ان بدعتیوں کو کافر لکھ دیا ہے اور موید قانون دین اسلام سے یوں ثابت ہے کہ اگر بدعتی کا قول کسی آیت یا حدیث کے مخالف ہو یا اجماع امت کے برخلاف ہو تو وہاں پر اس کی تکفیر کی جائیگی۔ ۱۲

مولانا قاری فقہ اکبر کی شرح صفحہ ۱۲۳ میں لکھتے ہیں :

ثم اعلم أن المراد بأهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضرورياتِ الدين كحدوث العالم و حشر الاجساد -تاقول وے- و أن المراد بعدم تكفير أحد من أهل القبلة عند أهل السنة أنه لا يكفر ما لم يوجد شيئ من إمارات الكفر و علاماته و لم يصدر عنه شئى من موجباته . انتهى.(۱)

اوردرمختار میں لکھتے ہیں :

(و إن) أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة (كفر بها) كقوله إن للّٰه تعالى جسم كالأجسام و إنكاره صحبة الصديق (فلا يصح الاقتداء به أصلا) فليحفظ . (۲)

اورحاشیہ شامی میں لکھا ہے :

قوله (جسم كالأجسام) و كذا لو لم يقل كالأجسام . (۳)

یعنی جس نے حق تعالیٰ کو جسم اورجسموں کی مانند یا صرف جسم ہی کہا تو دین کے ضروری امر کا منکر ہو کر کافر بنا اوراہل قبلہ میں سے نہ رہا تو اس کے پیچھے نماز ہرگز روانہیں ہے۔

صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ اس بات کو باور کہنا اور دھوکہ میں نہ پڑنا کہ ایسے لوگ اہل قبلہ سے ہیں اوران کے پیچھے نماز روا ہے ایسا ہرگز نہیں ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ باری تعالیٰ کے لیے اعضا و جوارح و مکان کا ثابت کرنا جسم جسموں کے مانند ٹھہرانا ہے جو کفر صریح ہے اورحق تعالیٰ کی احدیت وصمدیت کے برخلاف اور سخت قبیح ہے۔ اس لیے سب فقہ کی کتابوں میں اس کو کفر لکھا ہے۔

فتاوی عالمگیریہ کی عبارت کا ترجمہ ہے کہ کافر ہے وہ جو خداے پاک کے واسطے مکان ثابت

---

(۱) مراد اہل قبلہ سے وہ لوگ ہیں جو ضروریاتِ دین کو مانیں اوراہل قبلہ کی تکفیر تب تک روانہیں جب تک وہ علامات اورموجبات کفر سے بچتے رہیں۔

(۲) درمختار:۱/۵۶۲ باب الامامۃ۔

(۳) حاشیہ ابن عابدین شامی:۱/۵۶۱۔

کرے۔(۱)

اور امام ابو محمد عبد اللہ یافعی نے مرأۃ الجنان میں اور امام ابن حجر عسقلانی نے الدرر الکامنہ میں اور شیخ الاسلام امام تقی الدین سبکی نے اور ابن جماعہ شیخ عز الدین وغیرہم نے تصریح کی ہے کہ ابن تیمیہ(۲) جسمیت اور مکانیتِ حق تعالیٰ کا معتقد ہوا اور بارہا علمائے حرمین شریفین سے اس کی رد وقدح ہوئی اور محبوس رہا اور قید میں مر گیا۔

یہ واقعہ تفصیل وار کتاب الجوہر المنظم میں ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے اور رسالہ تحقیق تقدیس الوکیل میں۔ جو مزین بمواہیر علمائے مدینہ منورہ و لاہور و قصور و فیروز پور و بہاول پور و امرت سر وغیرہ سن بارہ سو نوے (۱۲۹۰ھ) ہجری میں چھپ کر وقف مشتہر ہوا تھا، اس مسئلہ کی تفصیل جمیل مدلل بآیات و احادیث و اجماع امت بہت بسط سے موجود ہے۔

من شاء الاطلاع على كمال التحقيق فلينظر فيها .

نیز رسالہ ہدیۃ الشیعتین کے دیباچہ میں جو ۱۲۹۹ھ میں چھپ کر وقف تقسیم ہوا ہے، نواب صاحب بہادر بھوپال کی تفسیر کے ایک سطر کے رد میں اللہ تعالیٰ کے مکان سے پاک ہونے کا بخوبی لکھا گیا ہے۔ **من شاء فليراجع .**

پہلے نمبر سوال کے عقیدے کا جواب ہو چکا۔ اب دوسرے نمبر کا جواب یہ ہے کہ رسالہ تقویت الایمان مطبوعہ صدیقی دہلی کے صفحہ ۱۶ میں آیت :

---

(۱) فتاویٰ عالمگیریہ کی عبارت یہ ہے: **يكفر بإثبات المكان لله تعالىٰ. فلو قال از خدا هيچ مكان خالى نيست يكفر** ۔۲/۲۵۹- باب احکام المرتدین-

(۲) ابن تیمیہ کا رسالہ دیکھ کر مولوی غلام علی امرت سری و حافظ محمد لکھوکے والے اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کے مکانی جسمانی ہونے پر ایمان لائے اور بھوپال والوں نے بھی سخت زبان درازی کی۔ رسالہ احتواء اور تفسیر فتح البیان میں خود نواب محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر نے سلف اور خلف سے مخالفت کی اور ان کے فرزند نہج المقبول کے دیباچہ میں حق تعالیٰ کے واسطے جوارح و اعضا و مکان ثابت کر کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں:
وعبارت اہل کلام در وصف اُو سبحانہ کہ نہ جسم ست و نہ جوہر و نہ عرض و نہ محدود و نہ معدود و متبعض و نہ متحیز و نہ در مکان و نحو آں بدعت ست در کتاب و سنت بوی ازاں شمیدہ نمی شود۔ انتہی۔ دیکھو اللہ سبحانہ کو بخوبی جسمانی مکانی بتایا اور ابن تیمیہ کو صفحہ ۷ میں شیخ الاسلام بتایا نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ منہ کان اللہ لہ۔ ۱۲
مفتی صاحب صدر الصدور دہلی نے رسالہ منتہی المقال میں بہت کچھ لکھا ہے۔ ۱۲

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ . (اے میرے بیٹے شرک نہ کر، بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ ۱۲) کا ترجمہ کرکے فائدہ میں لکھا ہے:

> ”یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انہوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق کسی کو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجیے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی۔“(۱)

یہ عبارت تقویت الایمان کی ہے۔

اب اس عبارت میں جو حق تعالیٰ کو بادشاہ اور اس کی مخلوق کو ذلیل سے ذلیل اور چمار مقرر کیا ہے اور مشرک کو لکھا کہ اس نے بادشاہ یعنی خدا کا تاج اُتار کر چمار یعنی مخلوق کے سر پر رکھ دیا ہے تو یہاں پر اعتراض آیا کہ یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب حضرت عزیر و مسیح و ملائکہ علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو حق تعالیٰ کی بیٹے بیٹیاں یعنی شریک جانتے ہیں تو کیا تقویت الایمان کے مصنف نبیوں اور فرشتوں کو بھی چمار مانتے ہیں تو دفع دخل مقدر یعنی اس اعتراض کے جواب میں تقویۃ الایمان میں لکھا ہے:

> اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا- وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ انتہیٰ

اس عبارت میں مخلوق کو دو طور سے عام کر کے انبیا و ملائکہ کو بشمول جمیع مخلوقات خدائے پاک کی شان کے مقابلہ میں چمار سے بھی ذلیل لکھا۔ چنانچہ تقویۃ الایمان کے حاشیہ پر اس کا اقرار ہے۔ یہ عبارت صرف نبیوں اور فرشتوں کے شمول کے لیے تاکیداً بڑھائی گئی ہے جیسا کہ اہل علم اس کو بخوبی یقین جان لیں گے گو بعض جاہل انکار پڑے کریں جو مذاق کلام فہمی نہ رکھے وہ خارج از مبحث ہے۔

افسوس یہ لوگ کیوں بے سمجھے سوچے یا جان بوجھ کر ناحق کی پاس داری کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ صاحب تقویۃ الایمان نے تو یہ اپنی اصطلاح خاص مقرر کر لی ہے کہ سوا حق تعالیٰ کے ساری مخلوقات نعوذ باللہ چوہڑا چمار ہے جیسا کہ تقویت الایمان کے صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے کہ

---

(۱) تقویۃ الایمان: ۲۷ مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، لاہور- و صفحہ ۱۶ مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی

> ''ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں میں اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے! ۔'' انتہیٰ (۱)

پس ایسے ایسے کلموں اور بے ادبیوں پر تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی کی حیات میں اکثر علمائے دین دار نے خصوصاً ان کے کنبے والوں نے ان سے بڑی بحث و مناظرہ کر کے لاجواب کیا اور ان کی تکفیر تک نوبتیں پہنچیں۔

قریب بیس (۲۰) رسالے ان کے رد کے فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور بعضے علمائے ہندوستان نے صاحب تقویۃ الایمان کی پاس داری میں ان کے مقابلوں کو لعن طعن کر کے تعصب سے جھگڑا پھیلا دیا، یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ فی زمانہ بعضے علما نے تو مسلمانی کو مولوی اسمٰعیل کی تکفیر میں منحصر کر دیا ہے اور بعضوں نے ان کو غازی، شہید، مہاجر تصور کر کے ان کے کلام کو کلام اللہ کی طرح بے خطا اور باصفا جان لیا ہے۔

حق تو یہ ہے کہ بروے شرع شریف کسی کے مرنے کے بعد جب تک کوئی دلیل یقینی قائم نہ ہو، اُمت مرحومہ کسی کی تکفیر نہ کریں گے کہ خاتمہ کی خبر خدا جانے۔ اس میں خویشتن داری ہے اور نہ ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ تقویۃ الایمان کے سارے فوائد حق ہیں بلکہ صاف صاف دیکھ رہے ہیں کہ بہت جگہ خلاف شرع اور مخالف اصل و فرع ہیں۔ دیکھو یہ کس قدر زیادتی ہے کہ ساری مخلوقات کے ضمن میں نبیوں اور فرشتوں کو خدا جل و علا کے روبرو چمار سے بھی ذلیل لکھا ہے۔

تقویۃ الایمان کے مقلد کہتے ہیں کہ خدا کی شان کے مقابلہ میں کہا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی (۲) اس کی تعریف نہیں کر سکتا ہے اس نے تو کہیں قرآن مجید میں نہیں فرمایا کہ میری شان کے روبرو انبیا و ملائکہ ایسے ویسے ہیں بلکہ قرآن شریف میں خاص یہی موقع کا ذکر ہے

---

(۱) تقویۃ الایمان: ۲۱ مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی۔ و ص ۳۲ مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، لاہور

(۲) لا أحصی ثناء علیک أنت کما أثنیت علی نفسک حدیث صحیح ہے۔ یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بارخدایا جیسی آپ نے اپنی تعریف کی میں بھی ویسی تعریف نہیں کر سکتا ہوں۔ منہ کان اللہ لہ ۱۲

کہ کافروں نے نبیوں اور فرشتوں کو خدائے پاک سے شریک کیا تو وہاں پر بھی اگر حق تعالیٰ نبیوں اور فرشتوں کی تحقیر فرماتے تو کیسا اچھا موقع تھا مگر اس کریم قدر دان نے وہاں پر بھی ان کو تعظیم و تکریم دی اور بہت سراہا جیسا کہ سورہ انبیا میں فرماتے ہیں :

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا سُبۡحٰنَهٗ بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ o (سورۂ انبیاء:۲۱/۲۶)

یعنی اور کہا کافروں نے پکڑا ہے خدا نے فرزند وہ پاک ہے اور بے عیب بلکہ جن کو کافر فرزند کہتے ہیں وہ عزت والے بندے ہیں۔

پس غور کرو کہ عین موقع شرک میں جب خدا تعالیٰ نبیوں اور فرشتوں کی عزت اور حرمت بیان فرمائیں تو مولوی اسمٰعیل کو کب اجازت اور روا ہے کہ خدا کے مقبول واجب التعظیموں اور مومن بہ لوگوں کو اس کی شان کے آگے چمار سے ذلیل بتائیں۔ حاشا وکلا حق تعالیٰ کسی مسلمان باایمان سے ایسا کلمہ نہ کہلوائے اور جو ایسی باتوں پر اصرار کر رہے ہیں ان کو بھی ہدایت فرمائے۔

صاحبو! منصب رسالت و نبوت تو حق تعالیٰ کی خلافت ہے۔ اس شہنشاہ کے نائبوں کی بے ادبی میں کبھی بیڑا پار نہ ہوگا بلکہ دیکھو شریعت مطہر میں مقرر ہے کہ جو کسی نبی کی نبیوں سے یا کسی فرشتے کی فرشتوں سے سبکی کرے یا ان سے استہزا کرے یا ان کو دشنام دے تو وہ کافر واجب القتل ہو جاتا ہے اور جو شخص ایسے کافر کے عذاب یا کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر کہلاتا ہے۔

درمختار میں لکھتے ہیں :

والكافر بسب نبی من الانبياء و من شک فی عذابه و كفره كفر و يجب إلحاق الاستهزاء والاستخفاف به و ان شتم الملئكة كالانبياء انتهى . ملتقطاً . (۱)

اور فتاوی عالمگیریہ میں استخفاف انبیا کو کفر لکھ کر پھر لکھتے ہیں :

قال أبوذر الاستخفاف بالملک كفر . انتهى (۲)

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

---

(۱) یعنی کسی نبی کو دشنام دینے سے کفر ہے اور جو ایسے شخص کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور مسخری اور سبکی نبیوں کی بھی کفر ہے اور فرشتوں کی گالی بھی کفر ہے۔۱۲

(۲) فتاویٰ عالمگیریہ:۲/۲۶۶-باب احکام المرتدین۔

باقی رہا یہ کہ تقویۃ الایمان کے مقلد اس عبارت کی تصحیح کے لیے کئی حیلے اور تاویلات کرتے ہیں کوئی کہتا ہے(۱) کہ یہ ایسا ہے جیسے کہ کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آگے سب اعلیٰ ادنی برابر ہیں۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ بات بھی غلط ہے خدا کے آگے جو بہت پرہیز گار ہے وہ بہت بزرگوار ہے۔

قوله تعالیٰ : اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَاللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ o (سورۂ حجرات: ۴۹/۱۳)

و قوله تعالی : هَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ o (۲)

و قوله تعالی : لَا یَسۡتَوِیۡۤ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ o (۳)

پس وہ کون سا مسلمان ہے جو کہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے سب اعلیٰ ادنی برابر ہیں البتہ کوئی نومسلم جواب تک احکامِ الٰہی سے واقف نہ ہو اور حق تعالیٰ کے دوستوں کا دشمن ہو اور اپنے بڑوں کی باتیں یاد رکھتا ہو تو اس کی زبان اور قلم پر ایسے کلمات آجائیں تو مضائقہ نہیں۔

سبحان اللہ! ایسے نادان جو صریح برخلاف قرآن چلتے ہیں وہ مجتہدین دین کی غلطیاں نکالتے ہیں یہی موجب ہے اُن کی خزی اور سوء العاقبت کا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں کند

پھر لکھتا ہے کہ مراد اس عبارت سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان اور عظمت اور جلال لوگوں کو معلوم ہو جائے۔

فقیر کہتا ہے یہ کون سا دین و ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کی تحقیروں سے عظمت الٰہی ظاہر کرنی، خدائے ذوالجلال تو ہر موقع پر ان کی تعریفیں فرمائے اور وہ کون مسلمان ہے کہ خدا کے آگے سب کو چمار سے ذلیل بتائے - معاذ اللہ من ذلک - اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت فرمائے اور صریح گمراہی سے سیدھے راستہ پر لائے۔

---

(۱) جیسا صفحہ ۴ ستارہ محمدی میں ہے۔ ۱۲

(۲) کیا برابر ہیں علم والے اور بے علم۔ پارہ ۲۳، الزمر: ۹

(۳) نہیں برابر ہوتے دوزخی اور بہشتی۔ پارہ ۲۸، الحشر: ۲۰

پھر لکھتا ہے کہ فوائد الفواد (۱) میں ہے :

ایمان کسے تمام نمی شود ما ہمہ خلق نزدیک او ہم چنیں نہ نماید کہ پشک شتر۔

فقیر کہتا ہے کہ اس عبارت میں انبیا و ملائکہ اور دوسرے خدا کے دوستوں کو داخل کرنا سراسر جہالت ہے، کیونکہ صوفیہ کبار کی اصطلاح ہے کہ جہاں ''خلق'' اور ''ماسوا'' بولتے ہیں تو دوستانِ خدا اس سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ فتوح الغیب کے اٹھارہویں مقالہ میں فرماتے ہیں :

لا تسكن إلىٰ أحد من الخلق ولا تستأنس به .

محدث دہلوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں :

آرام مگیر و میل مکن بسوے ہیچ یکے اَز خلق و الفت مگیر بہ ہیچ یکے...... اما دوستانِ خدا و مقربانِ وے داخل غیر نیستند و توجہ بایشاں بایں حیثیت عین توجہ بحضرت حق اوست۔ انتہیٰ (۲)

اور کیمیاے سعادت میں جو یہ لکھا ہے :

آدمی خواہ کیسا ہی بزرگ ہو وہ اپنے آپ کو نیست و نابود جانتا ہے۔

تو اس میں کیا شک ہے کہ بڑے بڑے بزرگ خداے جل وعلا کے حضور میں عاجزی اور فروتنی سے پیش آتے ہیں کہ یہ ان کی عبودیت کا تقاضا ہے۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کے دوست اور مقرب جن کی خدا پاک خود تعریفیں فرمائے وہ اس کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہیں! حاشا وکلا- ہادیِ حقیقی ایسا کلمہ کسی مسلمان سے نہ کہلوائے اور جو بوستان کا شعر :

دل اندر صمد باید اے دوست بست
کہ عاجز تر اند از صنم ہر چہ ہست

---

(۱) معترض کو اولیا وعلماے مقلدین مجتہدین سے نقلیں لینی سراسر جہالت ہے کیونکہ جب اس کے نزدیک مجتہدین غلطی پر ہیں تو اب مقلدین سے جو اس کے (نزدیک) سخت غلطی پر ہیں، کیوں سندیں لیتا ہے۔۱۲

(۲) [شرح فتوح الغیب :۱۰۹ مطبوعہ مطبع نامی نول کشور، لکھنو-۱۲۹۸ھ] آرام نہ کر اور رغبت نہ کر، کسی خلقت کی طرف اور اُلفت نہ کسی سے لیکن خدا تعالیٰ کے دوست اور اس کے مقرب خدا تعالیٰ کے غیر میں داخل نہیں اور ان کی طرف رغبت اور اُلفت کرنی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ کے دوست ہیں عین رغبت اور اُلفت خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔۱۲

لکھا ہے سو لفظ ''ہر چہ'' غیر ذوی العقول کے واسطہ ہے جس میں عوام انسان بھی داخل نہیں ہیں، انبیا، اولیا، فرشتے کیوں کر داخل ہوئے۔

دوسرا جواب خدا تعالیٰ کے دوست اور مقرب ماسوائے میں داخل نہیں کہ وہ داعی الی اللہ تعالیٰ ہیں پس ان تینوں عبارتوں سے جن میں مقربانِ خدا بالیقین داخل نہیں ہیں۔ تقویۃ الایمان کی صحت نکالنی جس میں انبیا و فرشتے بالتحقیق داخل ہیں ضرور نادانی اور کج فہمی ہے۔

ع: بریں عقل و دانش بباند گریست

اب اس سے بڑھ کر طرفہ اور ہے کہ اس عبارت تقویۃ الایمان کی سندیں قرآن مجید سے لی جاتی ہیں کہ سورۂ الحاقہ میں ہے :

وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا... الاية . (۱)

اور سورۂ زمر میں ہے :

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ o (۲)

اور سورۂ انعام میں پیغمبروں کی نسبت ہے :

وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o (۳)

اس کا جواب یہ ہے کہ تفاسیر معتبرہ مثل معالم التنزیل و فتح العزیز وغیرہما میں لکھا ہے کہ بظاہر یہ خطاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مراد اس سے امت ہے۔ اور یا بفرضِ محال آپ کو ہی خطاب ہے، پس جب سارے نبیوں سے عموماً اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ وسلم سے خصوصاً ارتکابِ شرک محالات سے ہے تو حق تعالیٰ کا غصہ کرنا بھی از بس مشکلات اور مستحیلات سے ہے۔ پس ان فرضی باتوں سے جو وہ بھی خالق مالک نے کی ہیں اُمتیوں کو (جن پر ایمان اور تعظیم فرض ہے) کہاں اجازت ہے کہ نبیوں اور فرشتوں کو خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل کہیں!۔ استغفر اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

---

(۱) اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ضرور ہم ان سے (بقوت) بدلہ لیتے۔ پارہ ۲۹، الحاقۃ: ۴۴ کنز الایمان

(۲) اے سننے والے! اگر تُو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا۔ پارہ ۲۴، الزمر: ۶۵۔

(۳) اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا۔ پارہ ۷، الانعام: ۸۸ کنز الایمان

اب بعد اس کے جو تین حدیثیں نقل کی ہیں تو ان تینوں میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ سے دعا کی کہ بار خدایا! مجھ عاجز کو لوگوں میں عزیز اور بزرگ فرما، پس ضرور آپ کی یہ دعا قبول ہوئی کہ آپ پر بحکم خداوند ذوالجلال ایمان لانا اور ادب و تعظیم سے پیش آنا مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے اور آپ کی ادنی سُبکی اور بے ادبی سے کفر لازم آجاتا ہے۔

کما قال تعالیٰ : **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَھْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمٰلُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○** (سورۃ حجرات: ۴۹/۲-۳)

یعنی اے مسلمانو! اُونچی نہ کرو اپنی آوازیں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز پر اور اس سے ایسا نہ بولو جیسا آپس میں بولتے ایک دوسرے سے۔ کہیں اس بے ادبی سے تمہارے (اعمال برباد ہو جائیں) اور تم خبردار نہ ہو بے شک جو لوگ نیچی آواز سے بولتے ہیں رسول خدا کے پاس وہی ہیں جن کے دل آزمائے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ادب کے واسطے اُن کے لیے بخشش اور ثواب بڑا ہے۔

غور کرو کہ حق جل وعلا کو اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر تعظیم و تکریم منظور ہے کہ مسلمانوں پر آپ کا اَدب فرض فرما کر ادنی بے ادبی سے بھی اعمال کے ضائع ہو جانے سے ڈرایا اور دھمکایا ہے اور ادب کرنے والوں کو بڑے پرہیزگار اور ثواب بے حساب اور بخشش کے سزاوار فرمایا ہے، پس کب کوئی مسلمان یہ اعتقاد رکھے گا کہ :

'اور یہ یقین کر لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے'

اور کب کسی باایمان کا اس پر باور ہو گا کہ:

'اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'۔ (تقویۃ الایمان مطبوعہ صدیقی، دہلی صفحہ ۵۲۔(۱)

---

(۱) تقویۃ الایمان: ۶۱ مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، لاہور۔ ص: ۴۷ مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ، دہلی

سبحان اللہ وبحمدہ! مولوی اسمٰعیل اوراس کے مقلدوں کی یہ بول چال ہے اوران کے اُستاذ اورمربی اورمرشد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا یہ ادب کمال ہے کہ تفسیر فتح العزیز میں آیت وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی کے نیچے لکھتے ہیں :

وایشاں درآں روز از جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند۔(۱)

اور ایسا کیوں نہ لکھیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمارہے ہیں :

عن أنس بن مالک قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أنا أولهم خروجا و أنا قائدهم إذا رقدوا وأنا خطیبهم إذا انصتوا فاستشفعهم إذا حبسوا و أنا مبشرهم إذا ائیسوا. الكرامة والمفاتیح یومئذ بیدي و لواء الحمد یومئذ بیدي وأنا أکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خیادم کانهم لؤ لوء مکنون –رواه البغوی فی تفسیر– (۲)

الغرض! آنحضرت اورسارے نبی اورفرشتے صلوات اللہ علیہم واجب التعظیم ہیں اوران کی سبکی کرنے والے کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز درست نہیں ہے، کیونکہ یہ سبکی کافر بنا دیتی ہے جیسا کہ اوپر درمختار وفتاوی عالمگیریہ سے لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بُرے عقیدوں سے بچائے اور گمراہوں کو راہِ راست پر لائے۔ آمین یارب العالمین۔

دوسرے نمبر سوال کا جواب ختم ہوا۔ اب تیسرے نمبر سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ عبارت مرقومہ ص ۱۳ تقویۃ الایمان کہ :

---

(۱) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی جناب میں ایسے معزز ہوں گے جیسا وزیر بادشاہ کے نزدیک معزز ہوتا ہے۔۱۲

(۲) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب بند رہیں گے اور میں جناب الٰہی میں عرض معروض کروں گا سب چپکے ہو رہیں گے اور میں سب کی شفاعت کروں گا جب سب بند رہیں گے اور میں سب کو خوش خبری دوں گا جب سب بخشش اور عزت سے ناامید ہوں گے اور قیامت کے دن رحمت الٰہی کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھوں میں ہوں گی اور تعریف الٰہی کا جھنڈا میرے ہاتھوں میں ہوگا اور میں سب اولاد آدم سے خدا تعالیٰ کے نزدیک بزرگ تر ہوں گا، ہزار خدمت گزار میرے گرداگرد طواف کریں گے گویا کہ وہ سفید آب دار موتی ہوں گے۔۱۲

''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبریل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔''

صریح اور صاف صاف بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ وسلم کی کروڑوں نظیریں ممکن ہیں اور قرآن مجید کی آیت محکم: **وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝** (۱) ظاہر فرما رہی ہے کہ آپ کی ایک نظیر اور مثل بھی ممکن نہیں ہے، بلکہ اہل سنت کا یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ اجمعین کی مثل کے امکان کا قائل ہے وہ کفر کی طرف مائل ہے۔

امام تورپشتی علیہ الرحمۃ المعتمد فی المعتقد میں لکھتے ہیں کہ

وے صلی اللہ علیہ وسلم باز پسیں ہمہ پیغمبرانست در زمان و تا قیامت بعد از وے نبی دیگر بود یا انست یا خواہد بودن و آنکس نیز کہ گوید امکان دارد کہ باشد کافر ست ایں ست شرط درستی ایمان بر خاتم انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انتہی (۲)

حضرت مرشدنا میاں صاحب قصوری (غلام محی الدین قصوری معروف بہ دائم الحضوری) قدس سرہ فرماتے ہیں:

قــد امتنع مثــل النبی محمَّد .

من قال بالامکان کان مکفرا (۳)

بعض بے علم اس عبارت تقویۃ الایمان کو مطابق آیت

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ .

NaselIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

---

(۱) پارہ ۲۲، الاحزاب: ۴۰ یعنی محمد اللہ کا رسول ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ ۱۲

(۲) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر الزمان پیغمبر ہیں قیامت تک۔ ان کے پیچھے کوئی نبی نہ ہوگا اور جو شخص آپ کے خاتم النبیین (ہونے) میں شک کرتا ہے تو آپ کی نبوت میں بھی شک کرتا ہے اور جو شخص کہے کہ آپ کے پیچھے کوئی نبی ہے یا ہوگا یا ممکن ہے کہ آپ کے پیچھے کوئی نبی ہو تو یہ کہنے والا کافر ہے۔ یہی شرط ہے ایمان کی حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ۱۲

(۳) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر محال ہے جو اس کے امکان کا قائل ہے وہ کافر ہے۔ ۱۲

اور آیت :

اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ .

کے جانتے ہیں۔ سو یہ ان کی صرف ہٹ دھرمی ہے کیونکہ ان دونوں آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز خطاب نہیں ہے کہ اگر خدا چاہے تو آپ کو نیست و نابود کر کے کوئی اور تمہارے برابر پیدا کر ڈالے۔ نعوذ باللہ من ذلک

حق تعالیٰ آپ کو جب خاتم النبیین فرماتا ہے تو ان کے حق میں ایسا کیوں کر سناتا ہے بلکہ بالیقین ان آیتوں میں تو کفار مخاطب ہیں کہ ان بے فرمانوں کو فرمان ہے کہ اگر خدا چاہے تو تم کو نیست و نابود کر کے تمہاری جگہ پر مطیعوں کو قائم کر دے جیسا کہ تفسیر بغوی وغیرہ میں لکھا ہے۔

معاذ اللہ - یہ جاہل کیسے بے ادب ہیں جو کافروں میں نبیوں کو شامل کر کے مولوی اسمٰعیل قتیل کی تائید کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ تو مومن مطیعوں کو ایسا نہیں فرماتے کہ تم کو نیست و نابود کر کے تمہاری جگہ اوروں کو قائم کیا جائے کیونکہ گناہ اور فساد فی الارض نیست و نابود کرنے کا سبب ہے، مطیع کیوں نیست و نابود کیے جائیں پس وہ سخت ملحد اور زندیق ہے جو اس خطاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کرے اور آپ پر نیست و نابود ہونے کا گمان دھرے۔ العیاذ باللہ۔

NarseIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

ایسے دین کے دشمن اپنے آپ کو موحد جان کر اپنے گروہ کی زیادتی پر خوشیاں مناتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اب اس قربِ قیامت میں تمہارے جیسے بے ادب بے دینوں کا پھیلنا اور روے زمین پر منتشر ہونا موعود ہے۔ اگر بے دین زمین پر فساد نہ پھیلاتے تو حضرت مہدی سلام اللہ علیہ و علی ابائہ الکرام کیوں تشریف لاتے۔ **اللّٰھمَّ افتح لنا بالخیر واختم لنا بالخیر .**

اگرچہ ایسے بے ادبوں کے رد جواب کے طور پر بھی خطاب کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے مگر ابتغاءً لمرضاتِ اللہ، اعلاءً لدین اللہ مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کی نظر سے کسی قدر لکھنا پڑ جاتا ہے۔ باقی رہا کہ آیت **ان اللّٰه علی کل شیئ قدیر** سے سند اس عبارت (یعنی تقویۃ الایمان کی عبارت) کی نکالی ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلیہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے' خاص ہے ان چیزوں سے جن کو خدا تعالیٰ چاہے اور جس کام کو حق تعالیٰ نہ چاہے مخلوقات اور محالات سے تو وہ اس آیت میں داخل نہیں پس نہیں کہا جا سکتا ہے کہ باری تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور مثل کے پیدا

کرنے پر قادر ہے کیونکہ اس سے حق تعالیٰ کی کلام پاک کے کذب کا لزوم ہے اور وقوعِ محال معدوم ہے۔ اور یوں بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں ہے کہ اس میں بے ادبی ہے اور یہی مطلب ہے مولانا قاری کی عبارت کا جو فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں :

> **کل عام یخص کما خص قوله تعالی واللّٰه علی کل شیئ قدیر بما شاء ہ لیخرج ذاته و صفاته و ما لم یشاء من مخلوقاته و ما یکون من المحال وقوعه فی کائناته والحاصل ان کل شیئ تعلقت به مشیته تعلقت به قدرته و إلا فلا یقال هو قادر علی المحال لعدم وقوعه و لزوم کذبه و لا یقال غیر قادر علیه تعظیما لما لدیه .** (۱)

اور کیمیاے سعادت اور پند نامۂ عطار میں جو عالم کے ویران کرنے کا ذکر ہے تو سابق لکھا گیا ہے کہ محققین کی اصطلاح میں عالم اور مخلوق سے حجاب اور غیریت کے باب میں دوستانِ حق تعالیٰ مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کی عمومِ قدرت کے بیان میں لاکھ عالم کا پیدا کرنا کہنا کچھ اور ہے اور خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالنا، کہنا کچھ اور ہے، اس میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ پہلا ممکنات میں سے ہے اور دوسرا از بس محالات سے ہے۔ پہلا روا ہے دوسرا کفر تک پہنچا رہا ہے۔ خدا سبحانہٗ فرما چکا ہے :

> **وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ‎o** (سورۂ احزاب:۴۰/۳۳)

یعنی خدا تعالیٰ نہیں چاہتا ہے کہ کسی ایک کو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کرے۔

پس یہ کیا واہی تباہی بکواس خلافِ حکم باری تعالیٰ ہے کہ اگر چاہے تو کروڑوں محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔ الغرض! اعتقاد امکان مثل و نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفر ہے اور اس عقیدہ والوں کے پیچھے بالکل نماز روا نہیں۔ اوپر درمختار سے منقول ہو چکا ہے :

---

(۱) ہر عام خاص کیا جاتا ہے چنانچہ آیت **واللّٰه علی کل شئی قدیر** خاص ہے اس سے جس کو خدا تعالیٰ چاہے ذات اور صفات الٰہی اس سے باہر ہیں اور جو چیز خدا تعالیٰ نہ چاہے اور محال ہو یہ سب خاص ہیں مقدورات میں داخل نہیں جس چیز سے ارادہ الٰہی متعلق ہو تو وہ قدرت کے نیچے داخل ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ حق تعالیٰ محال پر قادر ہے کہ اس سے کذب لازم آتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اس کو نہیں چاہتا ہے اور یوں بھی نہیں کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ اس پر قادر نہیں کہ اس میں حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے۔ ۱۲

و ان کفر بھا فلا یصح الاقتداء بہ أصلا .

یعنی جب بدعت کفر تک پہنچ جائے تو اس بدعتی کے پیچھے ہرگز نماز روا نہیں ہے۔

اب چوتھے نمبر کا جواب یہ ہے کہ متقدمین فقہاے محدثین کے نزدیک ضاد (۱) کو ظا پڑھنے سے بہت صورتوں میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور متاخرین کہتے ہیں کہ اس سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے، مگر اکثر کتب معتمدہ میں مثل شرح کبیر منیہ و شرحِ ہدایہ و رد المختار وغیرہا میں لکھا ہے کہ متقدمین کے قول پر اخذ کرنا احتیاط ہے اور احتیاط پر عمل کرنا چاہیے خصوصِ نماز میں جس کا ایمان کے بعد سارے عملوں سے پہلے حساب ہوگا۔ یہ ترجمہ ہے عبارت رد المختار کا۔ مسائل زلۃ القاری کے موقع سے اور پھر بطور قول فصل رد المحتار میں لکھا ہے :

> **و فی خزانۃ الاکمل قال القاضی ابو عاصم ان تعمد ذلک تفسد و إن جری علی لسانہ أو لا یعرف التمییز لا تفسد و ھو المختار و حلیۃ و فی البزازیۃ و ھو أعدل الأقوال و ھو المختار . انتھی.**
>
> یعنی خزانہ اکمل میں لکھا ہے کہ قاضی ابو عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اگر جان بوجھ کر ضاد کو ظا پڑھے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر کبھی بے اختیار زبان سے نکل جائے، یا کسی سے ان دو حرفوں میں تمیز نہیں ہوسکتی ہے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور یہ قول بہتر ہے یہ منقول ہے حلیہ سے اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ یہ قول سب قولوں سے بہت عمدہ ہے اور فتوی دینے کے واسطے بہتر ہے۔

پس بخوبی ثابت ہوگیا کہ جو عمداً ضاد کو ظا پڑھے تو اس کی اپنی نماز بھی روا نہیں ہے اس کی مقتدیوں کی بھی نماز روا نہ ہوئی تو ایسے شخصوں کے پیچھے اقتدا جائز نہ ہوا۔

پانچویں نمبر سوال کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ کتے بلی وغیرہ کے مر کر کنوئیں میں گل جانے سے اس کے پانی کو پلید نہیں جانتے ہیں تو وہ حدیث قلتین پر استناد کر کے باوجود پڑنے پلیدی کے کنویں

---

(۱) اس تحقیق میں کئی رسالے علماے حرمین شریفین اور علماے ہندوستان وغیرہ کے تالیف ہو کر چھپے ہوئے موجود ہیں، ان میں اس مسئلہ کی بہت مفصل تحقیق ہے اس جگہ بقدر کفایت لکھا گیا ہے جو سائل کے سوال کے متعلق تھا۔ ۱۲ منہ کان اللہ لہ

کے پانی کو پلید نہیں جانتے ہیں، اور حدیث قلتین کا یہ حال ہے کہ وہ کئی اکابر محدثین کے اقرار سے صحیح نہیں ہے اور حنفیوں کو اس پر عمل درآمد نہ چاہیے کہ ان کے اصول کے مخالف ہے جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں۔ یہ امر بہت دینی کتابوں میں مرقوم ہے بنظر اختصار محدث دہلوی شیخ محقق محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ کے ترجمہ مشکوۃ کی عبارت جو ذیل میں حدیث قلتین کے لکھتے ہیں، نقل کرتا ہوں، وہو ہذا :

درصحت ایں حدیث میان محدثانِ اختلاف ست وایں حدیث در صحیحین نیست وعلی بن مدنی کہ امام ائمہ حدیث ست واز شیوخ بخاری ست واز اقران امام احمد بن حنبل ست گفت کہ ایں حدیث ثابت نشدہ از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وگفتہ اند کہ ایں مخالف اجماع صحابہ است کہ زنگی در چاہ زمزم افتادہ بود پس ابن عباس وابن الزبیر امر کردند بکشیدن تمام آب وایں بحضور صحابہ بود ہیچ کس انکار برآں نکردہ

وطحاوی(۱) کہ از ائمہ مذہب حنفی ست گفتہ کہ حدیث قلتین اگر چہ صحیح باشد ولیکن عمل بداں نکردیم از جہت آنکہ قلہ مشترک است میان چند معنے قربہ وسرکوہ وغیرہ وبیقین معلوم نمی شود کہ مراد بداں چیست انتہی۔ (۲)

پس حنفیوں کے نزدیک جب یہ پانی پلید ٹھہرا تو پلید پانی سے وضو کرنے سے نہ امام کی نماز روا ہوئی نہ مقتدیوں کی۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب واللہ هو الموفق للرشاد .

المجیب عبدالحقیر محمد ابوعبدالرحمٰن غلام دستگیر۔ کان لہ نعم المولی ونعم النصیر۔

☆☆☆☆☆

---

(۱) حدیث قلتین کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں ہے۔ محدثوں کا امام اور بخاری کا استاذ یعنی امام علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ حدیث قلتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوئی اور صحابہ کا اجماع اس کے خلاف یہ ہے کہ انہوں نے چاہ زمزم میں زنگی گرنے سے تمام پانی نکلوایا تھا اور صحابہ سے کسی نے اس امر کا انکار نہیں کیا تھا۔ ۱۲

(۲) اور طحاوی جو حنفی مذہب کے اماموں سے ہے، فرماتا ہے کہ حدیث قلتین اگر صحیح بھی ہوتا ہم حنفی اس پر عمل نہیں کرتے کیونکہ لفظ قلہ چند معانی میں مشترک ہے بالیقین معلوم نہیں ہوسکتا ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ ۱۲ فقط

◆

باسمہٖ حامداًومصلیاً امابعد! میں نے اس تحریر کواول سے آخر تک دیکھا اور سنا۔ پس جناب فیض مآب مجیب مولف صاحب نے اپنی طرف سے کچھ نہیں ملایا جو کچھ تحریر فرمایا کتب معتبرہ معتبرین کبری اور سلف وخلف اہل سنت جماعت سے تحریر فرمایا ہے۔ یہ عین عقائد اہل تسنن ہیں گو کج سرشت اور کج رو ناراض ہو کیونکہ **الحق مرٌّ ولو كان فى قلوبهم مرض فزادهم الله مرضًا .**

لیکن انصاف پسند کے لیے یہ سند کافی ہے۔ اہل سنت کو لازم ہے کہ اس پر تعمیل کریں اور اجر پائیں۔ **والله يهدي من يشاء إلى صراط مستقيم .**

حررہ الفقیر البگوی

غلام محمد عفی عنہ- امام وواعظ مسجد شاہی، لاہور

فقیرنور احمد- امام وواعظ جامع مسجد انارکلی، لاہور

☆☆☆☆☆

باسمہٖ سبحانہٗ

يجوز الصلوة خلف صاحب هوىٰ و بدعة و لا يجوز خلف الرافضى والجهمى والقدري والمشبة و من يقول بخلق القرآن حاصلان كان هوى لا يكفر به صاحبه يجوز الصلوة خلفه مع الكراهة والا فلا هكذا فى التبيين والخلاصة والاقتداء بشافعى المذهب إنما يصح إذا كان الامام يتحامى مواضع الخلاف بأن يتعرض فى الخارج النجس من غير السبيلين كالفصد هٰكذا فى النهاية والكفاية و ان يغل ثوبه من المنى ويفرک اليابس منه هكذا فى النهاية والكفاية و لايتوضاء بالماء القليل الذي وقعت فيه النجاسة كذا فى فتاوى قاضى خان و لا بالماء المستعمل هكذا فى السراجية فتاوى

عالمگیری. (۱)

خلاصہ یہ ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے جس کے عقائد اہل سنت کے مخالف ہوں یا وہ جس کے عقائد اہل سنت کے موافق ہوں اور رعایت مذہب مقتدی کی نہ کرے، نماز درست نہیں۔

خلیفہ حمید الدین۔ قاضی لاہور

خادم العلماء الابرار محمد یار (نائب امام وواعظ مسجد شاہی، لاہور)

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه والسلام على عباده الذين اصطفى و بعد فاعلموا رحمكم اللّٰه إن من اعتقد ان اللّٰه سبحانه و تعالى جسم و له أعضاء و جوارح و مكان و شكل و سائر ما لا يليق بذاته و يحمل ما ورد به الشرع من اليد و الوجه واليمين والساق والصورة والاستواء والنزول على معانيها الظاهرة و يزعم انها محكمات غير متشابهات فهو كافر. و من اعتقد ان شان الأنبياء عليهم السلام ساداتنا الصوفية الكرام باز... شانه تعالى أهون من شان أهون الناس فقد ضل سواء السبيل لانه تعالى .. مالكهم و مولاهم وهم عبيده المكرمون و وزراء ه المشرفون. و من اعتقد ان اللّٰه سبحانه و تعالى بعد ما حكم بختم النبوة على سيدنا و نبيا محمد صلى اللّٰه عليه وسلم ان شاء أو جد

---

(۱) حاصل ترجمہ عبارت عربی کا یہ ہے کہ جو شخص خدائے پاک کے لیے جسم وجوارح ومکان ثابت کر کے مشبہ بنے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں اور علی ہذا القیاس جو بدعت کفر تک پہنچائے تو اس بدعتی کے پیچھے نماز درست نہیں ہے کہ ان کے عقائد مخالف اہل سنت کے ہو گئے اور اگر عقائد موافق بھی ہوں تو ان چیزوں کے استعمال کرنے والے کے پیچھے جو حنفی مذہب میں پلید ہیں جیسے تھوڑا پانی نجاست والا اور منی اور خون فصد اور مستعمل پانی۔ نماز درست نہیں ہے۔ ۱۲

ألوف ألوف من التبيين فهو جاهل لان كذب النص محال و تخلف المراد عن الإرادة بما بعد تعلقهٖ مشكل و من قرأ الظاء بدل الضاد و متعمدا وقد يقدر على ادائه من مخرجه فالمفتى به انه تفسد الصلوة عند محققى الحنفية الكرام . والماء القليل الذي وقع فيه نجاسة و ان بلغ قلة او قلتين لا يجوز به التوضى على مذهب امام الائمة الامام الاعظم ابى حنيفة رضى اللّٰه عنه و عن متبعيه هذا خلاصة ما حرره الحرا التحرير اقتدم غلام دستگير عفى عنه . (۱)

عبدہ سلطان محمود انگوی
مدرس مدرسہ اسلامیہ انبرسر مسجد شیخ خیر الدین رئیس انبرسر

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس فقیر نے اجوبۂ حضرت مقبول رب بصیر مولوی غلام دستگیر صاحب سلمہم اللہ الخبیر کو دیکھا اور بغور ملاحظہ کیا سب عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق پایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مجیب کو جزاے خیر دے۔ آمین یارب العالمین۔

نمقہ الراجی رحمۃ ربہ الباری
ابو البشیر عبد العلی قادری

☆☆☆☆☆☆

---

(۱) حاصل اس عبارت عربی کا یہ ہے کہ جو شخص حق تعالیٰ کو مکانی جسمانی جانے اور آیات و احادیث ید و وجہ کو متشابہات نہ جانے تو وہ کافر ہے اور جو شخص نبیوں ولیوں کو خدا کی شان کے آگے ذلیلوں سے ذلیل جانے وہ بھی اسلام کا رستہ بھولا اور جو عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ بعد ختم نبوت کے اگر چاہے تو لاکھوں نبی پیدا کر ڈالے تو وہ جاہل ہے اور جو جان بوجھ کر ضاد کو ظاء پڑھے اور تھوڑے پانی پلیدی والے سے وضو کرے تو اس کے پیچھے حنفیوں کی نماز روا نہیں ہے۔ ۱۲

باسمہٖ سبحانہٗ

مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب نے خوب جواب باصواب آیات اور احادیث سے دیے ہیں ۔ عوام اہل سنت کو مخالفین کے پنجہ سے بچائے ۔ جزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین خیر جزاء

المفتقر الی اللہ

فقیر غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتقادِ اہل سنت است کہ اللہ عز وجل محاط بمکان و زمان نیست و ذاتش از جمیع لوازم جسمانیہ مبرا است و آیت الرحمٰن علی العرش استوی و ید اللہ فوق ایدیھم و امثال آں از آیات و احادیث متشابہا تند کہ ایمان بدانہا واجب و تفویض تاویل ان الی اللہ لازم و حمل بر معانی ظاہریہ غیر جائز ست و کسانی کہ استوا را حمل بر استقرار می نمائیند و عرش را مستقر و محل او تعالی قرار مید ہند از راہ ہدایت دور افتادہ اند ۔ نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد الفاسد الکاسد ۔

و شک نیست کہ اہانت انبیاء بہر نوع یہ کہ باشد کفر ست و نظیر سید عالم صلی اللہ علیہ و علی اخوانہ وسلم داخل فی الواقع در قدرت نیست و احتراز ازیں قول کہ او سبحانہ قادر بر ہمچو امور نیست الزام ست و خواند ظا بمکان ضاد مفسد صلوۃ ست چنانکہ فاضل ادیب و حضرت مجیب لبیب بتصریح در جواب پر داختہ اند و آب کم از دہ در دہ بافتادن نجاست نجس میگردد و خلف کسیکہ ازایں چنیں آب وضو ساز و نماز حنفی المذہب روا نیست ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

وانا احقر العباد اللہ الغنی غلام الرسول حنفی

امام و واعظ مسجد میاں محمد جان رئیس انبر سر

☆☆☆☆☆

أحمد وأصلى

بعد میں نے اِستفتا اور جواب کو حرف حرف بکمالِ غور دیکھا سو جواب باصواب پایا۔ بے ادبی انبیا کی ایسا گناہ ہے جس کے مرتکب سے عندالشرع توبہ منظور نہیں۔ در مختار میں ہے :

والا كافر سب نبي من الأنبياء يقتل حدا و لا يقبل توبة مطلقا .

ص:٣٦٦

وانا العبد المسمی بہ احمد بخش تجاوز اللہ عنہ وعن سائر المسلمین

واعظ مسجد شیخ خیر الدین صاحب ومعلم المقال شاہ صاحب رئیسان انبرسر

☆☆☆☆☆

هذا جواب حق و صواب بالكتاب السنة وإجماع أهل السنة أولى الالباب

سید غلام حسین قصوری عفی عنہ

فقیر سید محمد قصوری

طالب الہدایت شاہ ولایت

فقیر عبد المالک قصوری

فضل حق قصوری

حافظ غلام مصطفیٰ قصوری

محمد فضل الرحمٰن خلف مولوی محمد عبد الرحمٰن مرحوم قصوری

حافظ اللہ بخش قصوری

☆☆☆☆☆

ضمیمہ

فقیر نے جب یہ فتویٰ مرتب کیا اور مواہیر مشاہیر علمائے لاہور وانبر سر وقصور سے مزین ہوا تو بعد ازاں فقیر کو قاضی محمد شوکانی المتوفی سن ۱۲۵۵ ہجری کے رسالہ درر البہیہ کا اُردو ترجمہ مسمی بہ فتح المغیث بفقہ الحدیث جو حسب فرمائش شیخ محی الدین تاجر کتب لاہور بازار کشمیری مطبع صدیقی لاہور میں چھپا ہے اور اسی رسالہ کی عربی شرح مسمی بہ روضہ ندیہ شرح درر بہیہ مطبوعہ لکھنو دستیاب ہوئے اور درر بہیہ کے ترجمہ اردو مسمی طریقہ محمدیہ مطبوعہ فاروقی دہلی پر مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کی مہر چسپاں ہو کر موحدوں کے لیے لکھا ہے کہ بے دھڑک اس پر عمل کریں اور یہ ترجمہ وشرح تصنیف نواب محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر کے ہیں اور غیر مقلدوں کے نزدیک یہ نہایت معتبر اور قرآن وحدیث سے ثابت اور انہیں پر ان کا عمل درآمد ہے جیسا کہ صفحہ ۲ و ۳ فقہ الحدیث میں لکھا ہے:

> یہ رسالہ درر بہیہ تالیف شیخ الاسلام قاضی القضاۃ محمد بن علی شوکانی یمانی رضی اللہ عنہ کا کہ جامع اصول عبادات ومہمات معاملات ہے اور ہر مسئلہ اس کا نص کتاب عزیز یا سنت مطہرہ سے ثابت ہے......اور ہم نے اس رسالہ پر دو شرح عربی وفارسی میں بھی لکھی ہیں اس میں دلیل و ماخذ ہر مسئلہ کا لکھ دیا ہے......اس کا رواج اہل سنت میں خوب ہوا اور اہل علم نے بجان اس کی خواہش کی......متبع سنت ان پر آنکھ بند کر کے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بی بیوں کو پڑھائے۔ انتہیٰ ملتقطاً (۱)

اب سنیے کہ فقہ الحدیث کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے :

> پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا۔ نہیں نکالتے اس کو ان دونوں وصف یعنی طاہریت ومطہریت سے کوئی چیز مگر نجاست کہ بدل دے اس کی بُو اور رنگ اور مزہ کو......اور نہیں فرق درمیان تھوڑے پانی اور بہت پانی اور زیادہ دو قلہ اور کم دو قلہ اور بہتے اور ٹھہرے اور مستعمل اور غیر مستعمل کے۔ انتہی بقدر الحاجۃ (۲)

---

(۱) فتح المغیث بفقہ الحدیث: ۳۔۱

(۲) روضہ ندیہ میں ہے: فالحق ان المستعمل طاہر و مطہر عملا بالاصل. صفحہ: ۱۲ الجزء الاول مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

پس ثابت ہوا کہ ان صاحبوں کے نزدیک جن کے عقائد وغیرہ سوال میں مندرج ہیں، تھوڑا یعنی ایک پیالہ یا گھڑا پانی کا جب اس میں اتنا مُوت پاخانہ آدمی کا پڑ جائے جس سے اس قلیل پانی کی بُو، رنگ، مزہ میں فرق نہ آئے تو پاک ہے پس اس سے وضو کر کے نماز پڑھ لینی روا ہے اور ان کو نوش جان کر لینا بھی جائز ہے، نیز استنجا وغسل کا مستعمل پانی بھی ان کے نزدیک پاک اور پاک کنندہ ہے پس ان کے پیچھے یہاں کے مقلدین اہل سنت کی ہرگز ہرگز نماز روا نہ ہوئی۔

اور(۱) نیز ان کے نزدیک نجاست صرف پاخانہ اور بول آدمی کا ہے اور لڑکے شیر خواری کا بول پاک ہے اور سوائے لید گھوڑے خچر گدھے کے باقی سب حیوانات یعنی سُور، کتا، بندر، ریچھ وغیرہ کا بول اور لید پاک ہے اور لہو جاری جانداروں کا پاک ہے صرف حیض ونفاس کا خون پلید ہے۔ نیز منی آدمی اور کل حیوانات یعنی سور، کتے، بندر، ریچھ، لومڑ، بھیڑیے وغیرہ کی پاک ہے اور شراب اور گوشت مردار کا بھی پاک ہے صرف سور کا گوشت پلید ہے۔ نواب صاحب بہادر نے شرح عربی میں اس کی خوب تفصیل جمیل کی ہے کچھ ضروری عبارتیں اس کے حاشیہ پر لکھی جاتی ہیں۔

پس ان حضرات کے نزدیک کپڑے اور بدن اور جگہ کو سور کتے وغیرہ کے بول اور لید اور شراب اور لڑکے شیر خوار کے پیشاب کے لگ جانے سے بلکہ سارے کپڑے اور بدن کے تر ہونے سے نماز درست ہے اور منی ہر جانور سے کچھ پرہیز نہیں کہ اس کو پاک جانتے ہیں اور مردار کتے وغیرہ کے گوشت کو کپڑے میں باندھ کر اور اس کو بغل میں دبا کر نماز پڑھ لینی روا ہے پس کسی صورت سے بھی ان لوگوں کے پیچھے نماز ہم مسلمانوں کی جائز نہ ہوئی بلکہ ان سے ظاہری برتوارہ

---

(۱) والنجاساة ... غائط الانسان مطلقا و بوله ... الا الذكر الرضيع ... و اما ما عدا غائط الأدمي و بوله من الأبوال والازيال فلم يحصل الاتفاق على شيئ في شانها والادلة مختلفة فو رد في بعضها ما يدل على طهارته كأبوال الابل ... و ورد ما يدل على نجاسة الروث ... وقد نقل التيمى أن الروث مختص بما يكون في الخيل والبغال والحمير و لكنه زاد ابن خزيمة في رواية: إنها ركس إنها روثة حمار ... و لايخفى عليك ان الأصل في كل شئى انه طاهر ... وأما سائر الدماء فالأدلة فيها مختلفة مضطربة والبراءة الأصلية مستصحبة ... ولهٰذا جزمنا هٰهنا بنجاسة لحم الخنزير دون الميتة والدم الذي ليس بدم حيض ....وفي سبل السلام: والحق أن الأصل الطهارة والدليل على القائل بالنجاسة فنحن باقون على الأصل ... وأن التحريم لا يلازم النجاسة . فتحريم الخمر والميتة والدم لا يدل علىٰ نجاسة ذٰلک .

(میل جول، تعلق واسطہ) بھی روا نہ ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ ان آخر زمانہ کے فتنوں سے پناہ میں رکھے اور ہر کام میں انجام بالخیر عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اس تحریر کے بعد ایک استفتا اور اس کا جواب مولوی عبدالغفور محمدی شاگرد مولوی نذیر حسین (۱) کا۔ جو شوال ۱۲۹۸ھ میں مطبع حنفی دہلی میں چھپا ہے۔

دیکھنے میں آیا اس میں بروے سند دررِبہیہ ایک پیالے یا گھڑے پانی میں گوہ موت آدمی کے پڑنے سے جب تک اس کا رنگ مزہ بُو نہ بدلے تو پاک ہے اور منی اور رطوبت فرجِ عورت کو شکر میں ملا کر کھانا یا یوں ہی چاٹنا روا ہے اور خنزیر کی چربی بھی کھانی درست ہے کیونکہ یہ سب چیزیں پاک ہیں اور پاک چیزوں کے کھانے کی قرآن سے اجازت ہے: کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ (۲) اور خنزیر کی کھال سے ڈول بنا کر پانی نکالنا اور اس کی جانماز بنانی اور قرآن مجید کی جلد باندھنی اور پھوپھی سے نکاح کر لینا سب کچھ درست ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ ان لوگوں نے اسلام کو مضحکہ کفار بلکہ محل طعن چوہڑا چمار بنا دیا ہے اور اس پر دعوی ہے کہ ہم محمدی ہیں اور اگلے مسلمان بدعتی اور مشرک ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اب فقیر جواب لکھتا ہے ان اعتراضات کا جو حنفیوں پر ستارۂ محمدی والے نے کیے ہیں اور ہر اعتراض کے اخیر میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ حنفیوں کا ہے اور حدیث پر چلنے والے اس کو مردود سمجھتے ہیں۔

پہلا مغالطہ: جو شخص محرمات ابدی مثل ماں بہن وغیرہ سے جان کر نکاح کرے اور صحبت کرے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر حد نہیں آتی ہے۔ انتہیٰ (ستارۂ محمدی: ۱۴ مطبع صدیقی، لاہور)

---

(۱) مولوی نذیر حسین اب اس استفتاء سے منکر ہے کہ میرے اشارے سے نہیں لکھا گیا ہے، سو واضح ہے کہ اس استفتاء میں جن کتابوں سے مسئلے لکھے ہیں سب نقل کے مطابق اصل کے ہے جب تک ان کتابوں کو نامعتبر نہ کہیں، انکار لغو ہے۔ (یہ فتوی) خود مولوی صاحب کی مہر سے ترجمہ دررِبہیہ دہلی میں چھپا ہے اور اس پر عمل کرنا روا لکھا ہے۔۱۲

(۲) کھاؤ پاک چیزوں سے۔۱۲

اور عوام کے پاس یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ماں بہن وغیرہ سے نکاح کر لینا درست ہے اور اس پر حد مارنے کا حکم نہیں اور اس میں کچھ گناہ بھی نہیں۔ (ستارۂ محمدی: ۱۴ مطبع صدیقی، لاہور)

جواب اس کا یہ ہے کہ حنفیوں کی ساری کتابوں میں لکھا ہے کہ ماں بہن پھوپھی ماسی (خالہ) وغیرہ محرمات سے کبھی بھی نکاح درست نہیں ہے اور جو شخص ان سے نکاح کرنا روا جانے تو کافر ہو جاتا ہے۔ کوئی ادنی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا اور امام اعظم رضی اللہ عنہ تو دین خدا تعالیٰ اور رسول علیہ السلام میں مجتہد مقبول ہیں ان کی تعریفیں ہزارہا دینی کتابوں میں مرقوم ہیں اور سارے اہل سنت و جماعت کے اتفاق سے امام اور مخدوم ہیں، وہ کب ایسا فرما سکتے ہیں کہ ماں بہن سے نکاح کر کے جماع کرنے میں کچھ گناہ نہیں ہے اور روا ہے۔ معاذ اللہ من ذلک۔

ان بہتانیوں اور امام صاحب رحمہ اللہ کی توہین کرنے والوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں :

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ .

امام صاحب کے فضائل اور مناقب اگر دوسری معتبر کتابوں کے نہیں مانتے جاتے تو دیکھو مولوی خرم علی رئیس الموحدین ترجمہ مشارق الانوار حدیث کی کتاب میں لکھتے ہیں :

> جب زمانہ بگڑا اور شر غالب ہوا تو کسی کے قول اور فعل کا اعتبار نہ رہا تو دین داروں کو لازم ہے کہ سوا اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے کسی کی راہ و رسم قبول نہ کریں۔ امام اعظم اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں تھے دین کا پوچھنا ان کی محنتوں سے مسلمانوں کو آسان ہو گیا۔ اس واسطے کہ وہ خیر القرون میں داخل تھے، اسی واسطہ اہل سنت نے دین کے سمجھنے میں ان کو پیشوا بنایا۔ انتہیٰ

پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد تو اہل سنت دین دار ہیں اور ان کی راہ و رسم کو ناپسند کر کے توہین کرنے والے بدعتی اور دین سے دست بردار ہیں۔ اور مولوی خرم علی اسی حدیث صحیح کی کتاب مشارق الانوار کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :

> جو عالم مجتہد وہ مسئلہ جو قرآن وحدیث واجماعِ امت میں صاف مذکور نہیں اس کو اپنے قیاس سے قرآن وحدیث میں غور کر کے نکالے تو مقرر ثواب پائے گا، اگر ٹھیک مسئلہ ہے تو دو ثواب ہیں اور اگر چُوک ہے تو بھی ایک ثواب ہے بشرطیکہ اجتہاد کی لیاقت رکھتا ہو۔ اجتہاد کرنا ہر عالم کا کام نہیں ہے اس کو بہت علم اور تیز فہم چاہیے اسی واسطہ اہل سنت میں چار مجتہد اماموں کے مذہب مقرر ہو گئے، ان کے برابر اب تک کسی کو علم اور فہم حاصل نہیں ہوا۔ علاوہ اس کے ان کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بہت قریب تھا جو آپ کے وقت کی رسم اور عادت اور اس وقت کی بول چال کا طریق وہ لوگ سمجھتے تھے اس وقت کے عالموں کا سمجھنا نہایت مشکل ہے۔ انتہی ص ۱۶۰ مطبوعہ نظامی ۱۲۹۱ ہجری۔

پس متحقق ہوا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اگر کہیں اجتہاد میں خطا بھی ہو گیا تو ان کو اللہ کریم سے ایک ثواب عطا ہوا اور ایسے توہین اور طعن کرنے والوں کو بموجب ارشاد رسول کریم علیہ التسلیم کے مشرکوں کا خطاب ملا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں دارقطنی سے بروایت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلف پر طعن کرنے والوں کو '**فانھم مشرکون**' (یعنی بے شک سلف پر طعن کرنے والے مشرک ہیں۔ ۱۲) فرمایا ہے۔

تمہید ابوشکور سالمی اور مجمع بحار الانوار صحاح ستہ کی شرح میں بھی ایسا ہی آیا ہے۔

باقی رہا مسئلہ حد مارنے کا، سو اس کی اگر تفصیل لکھوں جیسا کہ پہلے بھی علمائے دین داران لوگوں کے رد جواب میں لکھ چکے ہیں تو نہ ان کو مادہ سمجھنے کا ہے اور نہ یہ لوگ اتباعِ حق کی طرف رجوع لاتے ہیں، صرف طعن بزرگان دین کا ان کا پیشہ ہے، اس لیے مختصر طور پر لکھتا ہوں کہ بہت سی کتب معتبرہ فقہ میں مثل مضمرات وقہستانی و درمختار و ردالمحتار وغیرہا میں لکھا ہے کہ امام اعظم کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک ماں بہن سے نکاح کر کے جماع کرنے والے پر حد مارنی لازم ہے، اور اسی پر فتوی ہے اور فقہ کے متنوں میں جو شرحوں اور فتاوی سے معتبر ہیں، یوں ہی لکھا ہے۔ یہ ترجمہ ہے ان کتابوں کی عبارتوں کا۔

پس ثابت ہوا کہ حنفی مذہب میں اس شخص پر حد مارنے کا حکم ہے کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے بھی جو قول ہیں تو وہ ان کے استاذ سے ہی روایت ہیں اپنی طرف سے نہیں ہیں۔ خصوص جب اس پر فتویٰ ہو گیا تو حنفی مذہب وہ ہی ٹھہرا۔ کذا فی ردالمحتار وغیرہ۔

پس امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو محرماتِ ابدیہ میں سے کسی سے نکاح کر کے جماع کرنا حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے، مگر ان زبانی حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک پھوپھی سے جو محرمات ابدیہ سے ہے بموجب استفتا مولوی عبدالغفور محمدی شاگرد مولوی نذیر حسین دہلوی کے درست ہے جیسا کہ اس استفتا میں لکھتے ہیں :

''پھوپھی سے نکاح درست ہے۔''

مولوی قربان علی رئیسُ الُمحدِثیُن کی کتاب تحفۃ المومنین مطبوعہ مطبع نول کشور ص ۱۵ کو دیکھو۔

یہ مسئلہ ان حدیث پر چلنے (کا دعوی کرنے) والوں کا ہے اور حنفی کیا چاروں مذہب والے اہل سنت جو یقیناً آیت اور حدیث پر چلنے والے ہیں اس مسئلہ کو مردود جانتے ہیں، اور واضح رہے کہ یہ استفتا اور فقہ الحدیث ترجمہ درر بہیہ اور روضہ ندیہ شرح درر بہیہ جو ان موحدوں کے یہاں حنفیوں کی ہدایہ وغیرہ سے بدرجہا معتبر ہے، سب فقیر نے خرید کر اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں جس کا جی چاہے فقیر سے بجنس دیکھ لے کہ ان میں خدا تعالیٰ کے حراموں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو پاک کر کے اُلٹا دیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

دوسرا مغالطہ: امام اعظم کے نزدیک جھوٹے گواہ گذران کر پرائی عورت کے لے لینے اور اس سے صحبت کرنے والے پر گناہ نہیں۔ (ستارۂ محمدی: ۱۶ مطبع صدیقی، لاہور)

جواب: یہ سراسر بہتان اور دروغِ بے فروغ ہے۔ کسی کتابِ فقہ حنفی میں نہیں لکھا ہے کہ جھوٹھے گواہ گذران کر پرائی عورت یعنی منکوحۃ الغیر یا معتدۃ الغیر کے لے لینے اور صحبت کرنے سے گناہ نہیں بلکہ سب کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ سخت گناہ اور ناروا ہے۔ کذا فی درمختار و ردالمحتار وغیرہما۔ بلکہ مسئلہ تو یوں ہے کہ ایک عورت فارغ حق غیر پر کسی نے جھوٹے گواہ گذران کر نکاح کا

دعوی کیا اور قاضی کو گواہوں کے جھوٹے ہونے کا علم نہیں ہے اس نے سچے گواہ جان کر نکاح ثابت کر دیا تو اب وہ عورت مدعی کی جورو ہوگئی کیونکہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی فیصلہ کیا تھا تو عورت بولی کہ آپ میرا نکاح تو کر دیں۔ آپ نے فرمایا میرے نکاح کرنے کی کچھ حاجت نہیں دو گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا ہے۔

امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **و بهذا نأخذ .**

یعنی اس حدیث پر ہمارا اخذ ہے۔ کذا فی الدر المختار و رد المحتار و غیرہما۔

اور یہ حدیث شروح بخاری مثل فیض الباری وغیرہ میں موجود ہے۔

پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ حدیث کو مانتے ہیں اور ان کے معترض حدیث کو مردود جانتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ہذہ الجہالۃ والضّلالۃ۔

تیسرا مغالطہ: اگر ذمی جزیہ دینے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام ابو یوسف اور محمد کے نزدیک اس کو قتل نہ کرنا چاہیے۔ (ستارۂ محمدی: ۱۷ مطبع صدیقی، لاہور)

جواب: بہت سی فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر ذمی علانیہ طور پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا اس کو اپنی عادت ٹھہرا لے تو وہ قتل کیا جائے خواہ عورت ہی ہو اور اکثر حنفیوں کا اس پر فتوی ہے۔ خود امام محمد رضی اللہ عنہ نے جو حنفی مذہب کے تحریر کنندہ ہیں اس قتل کو کتاب سیر کبیر میں ثابت فرمایا ہے۔ کذا فی الدر المختار و رد المحتار و غیرہما۔

اللہ تعالیٰ اس معترض کو ہدایت فرمائے تاکہ ایسے بہتانوں سے باز آئے، خود تو بے چارہ علم سے بے بہرہ ہے کسی کو کچھ دے دلوا کر دفتروں کے دفتر سیاہ کر کے چھپواتا اور روپیہ پیسہ کماتا ہے اور یہ نہیں شرماتا ہے کہ قیامت کو کیا جواب دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کے پیچھے ناحق پڑ جانا منتقم حقیقی کے غضب میں آنا ہے۔ اگر ہدایت کی توفیق رفیق ہو تو اس کی ''بلاغِ مبین'' اور ''ظفر مبین'' کے جو ہندوستان سے رد ہوئے ہیں جیسا کہ ''ظفر المجتہدین'' تو چھپ کر آ گیا ہے اور دوسرا ''الفتح المبین'' آنے والا ہے اور تیسرا ''نصرۃ المقلدین'' بھی زیر تجویز طبع ہے، ان میں سے کسی کو دیکھ بھال کر توبہ

کرے اور کبھی ایسا نہ خیال کرے کہ یہ چاروں مذہب حدیث کے برخلاف ہیں بلکہ از سرتا پا قرآن و حدیث اور اجماعِ اُمت سے ثابت صاف صاف ہیں۔

حنفی کیا چاروں مذہب والے اہل سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گالی اور سبکی کو موجب کفر اور قتل کا جانتے ہیں۔ البتہ ان لوگوں کے رئیس اور امام اپنی کتابوں میں صاف صاف حضرت کی سبکی اور استخفاف کر رہے ہیں جیسا کہ دو تین عبارتیں تقویۃ الایمان کی اوپر لکھی گئی ہیں۔

مولوی غلام علی انبرسری اپنے رسالے تحقیق الکلام کے صفحہ ۵۴ میں لکھتا ہے :

رسول اللہ صلعم (۱) حاضر نہیں بلکہ حیات ہی نہیں۔ انتہیٰ

دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا جو سارے اہل سنت و جماعت بلکہ ساری اُمت کے اِجماع (۲) سے ثابت اور قرآن وحدیث سے متحقق ہے، انکار کر کے کس قدر آپ کی سبکی کی ہے۔ کسی زندہ شخص کو مردہ کہنا بڑا جھوٹ اور بے ادبی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

چوتھا مغالطہ: خرچی عورت زانیہ کی امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال اور طیب ہے۔ (ستارۂ محمدی: ۱۷ مطبع صدیقی، لاہور)

جواب : یہ بھی بہتان ہے سب دینی کتابوں میں لکھا ہے کہ بالاتفاق زانیہ کا مہر حرام ہے۔ معترض کو اگر عربی فارسی کتابوں کے دیکھنے کی دسترس نہیں تو ترجمہ مشارق الانوار مولفہ مولوی خرم علی موحد سے ہی دیکھ لے کہ لکھتے ہیں :

> خرچی زانیہ کی چاروں اماموں کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے۔ اور چلپی میں محیط سے جو حلال ہونا لکھا ہے تو وہ خرچی مقررہ زانیہ کی بابت نہیں ہے، وہ تو یوں ہے کہ زانی نے زانیہ سے کچھ مقرر نہیں کیا ہے، اور بلا شرط دے دیا ہے تو گویا یہ مہر البغی نہ ٹھہرا کیونکہ مہر تو مقرر کا نام ہے، اس لیے اس کو مباح لکھا ہے اور اس پر بھی بہت سی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ بھی حلال نہیں ہے کیونکہ معروف مثل مشروط کی ہے جیسا کہ صاحب درمختار منتقی میں اور سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں اور علامہ سید ابن عابدین ردالمحتار میں لکھتے ہیں۔

---

(۱) صلی اللہ علیہ وسلم کو صلعم اختصار سے لکھنا ناروا بلکہ استخفاف کا گواہ ہے۔ دیکھو حاشیہ طحطاوی درمختار میں۔ منہ ۱۲۔

(۲) یہ مسئلہ ہزارہا دینی کتابوں میں لکھا ہے جیسا کہ تحفہ دستگیریہ میں اس کا شمہ مرقوم ہے۔ منہ عفی عنہ ۱۲

پس روایت ضعیف غیر مفتی بہ کو امام صاحب کی طرف منسوب کر کے ان پر طعن کرنا منتقم حقیقی کے غضب میں پڑنا ہے۔

پانچواں مغالطہ: قوت حاصل کرنے کے لیے حنفیہ کے نزدیک اس قدر شراب پی لینی جائز ہے کہ نشہ نہ کرے۔ (ستارۂ محمدی: ۱۷ مطبع صدیقی، لاہور)

جواب: حق تعالیٰ فرماتا ہے :

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ .

حنفیوں کی تو کسی کتاب میں بھی نہیں لکھا ہے کہ اختیار سے شراب کا پینا جائز ہے، البتہ ان موحدوں کی کتاب درر بہیہ اور روضہ ندیہ سے ثابت ہے کہ شراب پاک ہے اور خون و بول کل حیوانات کا پاک ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ اور استفتاے عبدالغفور محمدی میں لکھا ہے کہ سور کی چربی اور خون پاک ہے اور جب پاک ہے تو خواہ اب اس کو کوئی کھائے یا پیے اور منی اور رطوبت فرج عورت پاک ہے، اب خواہ اس کو شکر میں لپیٹ کر کھائے یا زبان سے چاٹے سب درست ہے اور پاک چیزوں کی اجازت قرآن میں ہے: كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ . کھاؤ پاک چیزیں۔ انتہیٰ

یہ مسئلے نامی محمدیوں کے ہیں۔ اور حنفی کیا چاروں مذہب والے اہل سنت ان مسائل کو مردود جانتے ہیں۔ پس اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو حنفیوں کی طرف منسوب کرنا باری تعالیٰ کے غضب میں پڑنا ہے۔ ہاں اتنا تو قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حالت بھوک اضطرار میں محرمات کا استعمال علی قدرِ ضرورت روا ہے۔ نیز صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقا والوں کو حالت اضطرار میں اونٹوں کے بول پینے کا اَمر فرمایا ہے، پس ایسا ہی حنفی کتابوں میں لکھا ہے کہ شراب قطعی حرام ہے اور بھاری پلیدی ہے مثل بول کے، اس کو حلال جاننے والا کافر ہے اور حالت اختیار میں اس سے نفع اٹھانا حرام ہے مگر جب کوئی پیاسا مرتا ہے یا گلے میں لقمہ اٹک گیا ہے اور بدوں شراب کے اور کوئی چیز پتلی نہیں ہے جس سے جان بچے تو اب جان کے بچاؤ کے واسطے قدرِ ضرورت تک شراب کا پینا جائز ہے۔ کذا فی الدرالمختار و ردالمحتار وغیرہما۔

اور سب دینی کتابوں میں لکھا ہے کہ مضطر کو حالت اِضطرار میں جس قسم کی حرام چیز موجود ہو

اس کا کھا پی لینا روا ہے۔ کذا فی التفسیر العزیزی وغیرہ۔

پس جو شخص حنفیوں کے اِس مسئلہ کو مردود مانتا ہے وہ قرآن اور صحیح حدیث کو مردود جانتا ہے ۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

چھٹا مغالطہ: شراب کا سرکہ بنانا اور اس کا کھانا پینا حلال ہے۔ یہ مسئلہ حنفیہ کا ہے، اور حدیث پر چلنے والے اس کو مردود سمجھتے ہیں۔ (ستارۂ محمدی: ۱۷ مطبع صدیقی، لاہور)

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح مسلم کی حدیث میں سرکہ کی تعریف آئی ہے کہ **نعم الادم الخل** یعنی سرکہ عمدہ سالن ہے، پس شراب بھی جب سرکہ بن جائے یا بنائی جائے تو اس کے استعمال میں کون سی قباحت ہے بلکہ وہ سرکہ بھی عمدہ سالن ہے۔ نیز یوں بھی حدیثوں میں وارد ہے کہ شراب کا سرکہ اچھا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ مردار کی کھال کو دباغت پاک کر دیتے ہیں جس طرح شراب کا سرکہ حلال ہو جاتا ہے۔ کذا فی العینی ۔

پس جو شخص ان حدیثوں کے مضمون کو مردود بتاتا ہے وہ اپنا مردود ہونا جتاتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ ان کی فقہ الحدیث مقبولہ اور معمولہ کتاب کی رو سے شراب تو پاک اور طیبات سے ہے اور ان کے مجتہد العصر نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر روضہ ندیہ کے صفحہ ۱۱، ۱۲ میں شراب کی پاکی کو بڑے مبالغہ سے ثابت کر چکے ہیں اور ان کے امام الحدیث شیخ الاسلام سید نذیر حسین صاحب کے شاگرد مولوی عبد الغفور محمدی استفتائے مرقومہ بالا میں سور کی چربی (۱) اور منی کے پاک ہونے سے کھانے اور چاٹنے کی اجازت دے رہے ہیں بحکم آیت: **کلوا من الطیبات.**

پس ان کے نزدیک تو خود شراب ماکولات و مشروبات سے ہو گئی، پس ان کی فقہ الحدیث کے صفحہ ۳۴ میں جو لکھا ہے: 'اور حرام ہے سرکہ بنانا شراب کا' سراسر خلاف ان کے اصول کے ہے، کیونکہ روضہ ندیہ میں جواز، عدم جواز دونوں پر حدیثیں نقل کی ہیں اور ان کے نزدیک اختلاف سے اصلی حکم میں کچھ خلل نہیں پڑتا ہے۔

---

(۱) سور کی چربی وغیرہ کی حلت ان کے درر بہیہ وغیرہ سے بخوبی ثابت ہوئی جیسا کہ آگے اس کا ذکر آتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ۱۲

جیسا کہ روضۂ ندیہ کے صفحہ ۱۰ میں ثابت کیا ہے۔ اور اصل میں ہر شے حلال ہے جب تک اس کی اِتفاقی حرمت قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو۔(۱)

چنانچہ روضۂ ندیہ کے صفحہ ۲۰۹ میں لکھا ہے: پس جب بعض صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار سے شراب کے سرکہ بنانے کا جواز ثابت ہوا جیسا کہ صفحہ ۲۲۲ روضہ ندیہ میں ہے تو ثابت ہوا کہ عدم جواز اس کا ابتداے اِسلام میں تھا چنانچہ ابتدا میں اِستعمال ظروف شراب سے ممانعت تھی پھر جب مسلمان شراب سے بکلی ممتنع ہوگئے تو وہ ممانعت رفع ہوگئی۔ **فافهم و انصف .**

پس شراب کے سرکہ بنانے اور کھانے کو حرام کہنا حلال کو حرام کرنا ہے جیسا کہ درر بہیہ اور روضہ ندیہ نے کئی حرام اور نجس چیزوں کو حلال اور پاک کر دیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

یہاں پر تو اختصار کے طور پر طرز تحریر ہے۔ ان شاء اللہ الموفق۔ ایک کتاب ان کے درر بہیہ اور روضہ ندیہ کی غلطیوں کے اظہار میں تیار کروں گا۔ **فانتظره .**

ساتواں مغالطہ: تسکین کی نیت سے مشت زنی کرنی گناہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ حنفیوں کا ہے اور حدیث پر چلنے والے اس مسئلہ کو مردود سمجھتے ہیں۔ (ستارۂ محمدی: ۷ا مطبع صدیقی، لاہور)

جواب: کتب معتبرہ حنفیہ میں مشت زنی کو حرام اور مکروہِ تحریمہ لکھا ہے جب شہوت رانی کے واسطہ ہو بدلیل حدیث: **ناكح اليد ملعون** یعنی جو سنت مؤکدہ نکاح کو چھوڑ کر ہاتھ سے ہی شہوت رانی کرے تو ملعون ہے۔

پس جب کسی کو غلبہ شہوت کا ہو اور جورو یا کنیز نہیں رکھتا ہے پس ایسی حالت میں دفع شہوت اور زنا سے بچنے کی نیت سے کرے تو اس میں کچھ خوف نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار ورد المحتار۔

---

(۱) **فتحريم الحمر والخمر – الذى دلت عليه النصوص – لا يلزمه منه نجاستها بل لا بد من دليل اخر و الا بقيا على الاصول المتفق عليها من الطهارة فمن ادعى خلافه فالدليل عليه.** ۱۲ روضہ ندیہ صفحہ ۱۲ (الروضۃ الندیۃ شرح الدرر البہیۃ، جز اول، ص: ۲۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی) میں عن خلف نواب صاحب بہادر نہج مقبول (ص: ۲۰ مطبوعہ مطبع رئیس شاہ جہانی، بھوپال ۱۲۹۶ ہجری) میں لکھتا ہے: برنجاست خمر و دیگر مسکرات دلیل کہ صالح تمسک باشد موجود نیست اور ایسا ہی عرف الجادی میں لکھتے ہیں۔ ۱۲

اگر ہماری نہیں مانتے تو نواب صاحب کے فرزند کی عرف الجادی کے صفحہ ۲۱۴ میں دیکھو کہ مشت زنی اور چھید کنی اور دیواروں پتھروں کے سوراخوں میں دخول کر کے حاجت کے وقت منی کے اِنزال کو روا لکھتے ہیں، اور گناہ اور نظر بازی سے بچنے کے وقت ان دونوں کاموں کو مستحب بلکہ واجب لکھا ہے پس معترض کے نزدیک فقہ الحدیث مردود ٹھہری۔

آٹھواں مغالطہ: اگر کوئی چوپائے یا مردے میں دخول کرے اور اس کو اِنزال نہ ہو تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ستارۂ محمدی: ۱۷ مطبع صدیقی، لاہور)

جواب: جان بوجھ کر جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ فقہ حنفی سے قطع نظر تمہاری فقہ الحدیث کے صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے :

جاتا رہتا ہے روزہ کھانے پینے صحبت کرنے سے جان بوجھ کر۔ انتھیٰ

اور روضہ ندیہ کے صفحہ ۹۹ میں ہے :

وهكذا الجماع لا خلاف فى أنه يبطل الصيام إذا وقع من عامدا .

پس چوپائے یا مردے میں دخول کرنے کو جماعِ مضطر سمجھنا سخت بے علمی ہے، اور اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں کام گناہ کے ہیں۔ کذا فی جمیع کتب الفقہ۔

نواں اور پندرہواں مغالطہ: پیشاب اور نکسیر کے لہو سے قرآن لکھ لے اور مردار کی کھال پر قرآن لکھ لے تو مضائقہ نہیں۔ یہ مسئلہ حنفیہ کا ہے اور حدیث پر چلنے والے اس کو مردود سمجھتے ہیں۔ (ستارۂ محمدی: ۱۸ مطبع صدیقی، لاہور)

جواب: مرتے کی جان بچانے اور حالت اضطرار کا یہ مسئلہ ہے، اور حالت اضطرار میں قرآن مجید اور صحیح حدیثوں سے بقدرِ ضرورت حرام اور پلید چیزوں کے کھا لینے اور دوا کے لیے برت لینے کی اجازت ہے جیسا کہ پانچویں مغالطے کے رد میں لکھا گیا ہے، اور باوجود اس کے یہ مسئلہ ضعیف ہے فقہ کے متنوں اور شرحوں میں جو بہت معتبر ہوتے ہیں اس کا ذکر نہیں ہے اور فتاووں میں تو ضعیف روایتیں بھی ہوتی ہیں، حنفی مذہب پر اعتراض نہیں آ سکتا ہے اور کیوں کر اعتراض آئے

جب سارے فقہ کے متنوں اور شرحوں بلکہ فتاووں میں بھی لکھتے ہیں کہ آدمی اور حیوانات حرام گوشت کا بول اور خون جاری پلیدی بھاری ہے (اور حیوانات حلال گوشت کا بول خفیف پلیدی ہے۔ ۱۲) جس کے لگنے سے کپڑا بدن جگہ پلید ہو جاتی ہے۔ کذا فی الدر المختار وغیرہا۔

اور حنفی کیا سارے اہل سنت کے نزدیک قرآن مجید کا اس قدر ادب ہے کہ اس کو بے وضو ہاتھ میں لینا درست نہیں ہے۔ کذا فی عامۃ الکتب۔ اور قرآن مجید کی سُبکی جیسا کہ قارورات میں ڈال دینا کفر ہے۔ کذا فی شرح فقہ الاکبر وغیرہ۔

البتہ ان نامی حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک سوا خون حیض ونفاس کے سارے جاری خون اور تمام حیوانات کے بول و براز پاک ہیں۔ درر بہیہ جو اُن کی فقہ الحدیث ہے اس کی عربی شرح روضہ ندیہ میں ان کے مجتہد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب بہادر صفحہ ۸، ۹، ۱۰ میں ان چیزوں کو پاک لکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی اصل عبارتیں سابق حاشیہ پر منقول ہو چکی ہیں پس جن کے نزدیک سور کتے بندر ریچھ وغیرہ کے بول و براز وخون پاک ہیں ان کے نزدیک ان چیزوں سے قرآن مجید کا بھی لکھ لینا درست ٹھہرا۔ اور عرف الجادی جو نواب صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کی کتاب تصحیح کر کے بھوپال میں چھپوائی ہے اس کے صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے :

محدث دامس مصحف جائز باشد۔

یعنی بے وضو قرآن کو ہاتھ لگانا روا ہے۔

اور رسالہ تحریق الاوراق میں جو قرآن شریف کے جلانے کے باب میں لاہوری انبرسری وغیرہ موحدوں کے اتفاق سے چھپا ہے، اور مولوی غلام علی و مولوی عبد الجبار و مولوی احمد اللہ انبرسریان اس میں مقدمۃ الجیش ہیں اس کے صفحہ ۴ میں لکھتے ہیں کہ ’کسی عذر سے قرآن شریف کا قارورات میں ڈال دینا کفر نہیں رخصت ہے‘۔

پھر صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی اور چیز نہ ہو تو قرآن شریف کو پاؤں کے نیچے رکھ کر اونچے مکان سے کھانا اُتار لینا روا ہے اور نیز حاجت کے وقت (بھوک سے) قران شریف کو کشنے میں نیچے ڈال لینا روا ہے۔ انتہیٰ

یہ مسئلے ان زبانی حدیث پر چلنے والوں کے ہیں اور حنفی ان کو مردود سمجھتے ہیں۔

باقی رہا چمڑا مردار کا سو بحکم حدیث صحیح مسلم کہ **إذا دبغ الإهاب فقد طهر.** یعنی چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ پس پاک چیز پر قرآن شریف لکھنے کی کیا قباحت ہے۔ البتہ ان کی فقہ الحدیث کی رُو سے چمڑا کیا مردار کا گوشت اور گوہ موت بھی پاک ہے۔ روضہ ندیہ کے صفحہ ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ میں دیکھو۔ یہ مسئلے ان حدیث پر چلنے والوں کے ہیں اور حنفیہ ان کو مردود جانتے ہیں۔

دسواں مغالطہ: دارالحرب میں مسلمانوں کو کافروں سے بیاج لینا منع نہیں۔ یہ مسئلہ حنفیہ کا ہے اور حدیث پر چلنے والے اس کو مردود سمجھتے ہیں۔

(ستارۂ محمدی: ۱۷ مطبع صدیقی، لاہور)

جواب: شریعت میں ثابت ہے کہ مسلمان دارالحرب میں جا کر حربیوں کی مرضی سے جس وجہ سے ہو ان کا مال لے لے کہ وہ مباح ہے۔ کذا فی ردالمحتار وغیرہ۔

اگر ہماری نہیں مانتے تو اپنی عرف الجادی کے صفحہ ۷۰ میں دیکھو، لکھا ہے: مال حربیوں کے اصل میں مباح ہیں ہر شخص کو اس کا لے لینا جس طرح سے ہو جس چیز سے ہو سکے روا ہے۔ انتہی(۱)

حنفیوں کی دلیل سنو روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ وغیرہ بہت سی دینی کتابوں سے ثابت ہے کہ بمجرد اُترنے آیت الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کفارِ نابکار سے فرمایا کہ چند سال میں روم فارس پر غالب آئے گا اور کافروں کی خوشی غم سے بدل جائے گی۔ ابی بن خلف نے آپ کو جھٹلایا حتی کہ دس اونٹ کی شرط باندھی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اَمر سے دس اونٹ سے ایک سو اونٹ تک نوبت پہنچی اگر نو برس میں روم غالب آئے تو ایک سو اونٹ ابوبکر رضی اللہ عنہ ابی بن خلف سے لے لیں گے، ورنہ ایک سو اونٹ اس کو خود دیں گے تو جنگ بدر یا صلح حدیبیہ میں مدت مقرر کے اندر اندر فتح روم کی خبر آ گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک سو اونٹ ان سے لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں آئے، آپ نے فرمایا ان کو خدائے پاک کی راہ میں بانٹ دو گویا کہ شکرانہ اس نعمت کا

---

(۱) اموال اہل حرب بر اصل اباحت ست ہر یکے را اخذ آن چنانکہ خواہد از ہر چہ خواہد قبل از تامین روا ست۔ (عرف الجادی: ۶۸ مطبوعہ مطبع صدیقی، بھوپال)

کہ مسلمانوں کا بول بالا ہوا۔

پس اس واقعہ کی سند سے امام اعظم اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دار الحرب میں کفار سے عقودِ فاسدہ مانند عقد رباء وغیرہ کے روا ہے اور نیز اس کی سند میں فقہ کی کتابوں میں حدیث مرسل بھی موجود ہے، جس کا جی چاہے تفصیل وار شرح ہدایہ وغیرہ میں دیکھ لے۔

پس ثابت ہوا کہ حنفیوں کا یہ مسئلہ موافق ارشاد آنحضرت علیہ السلام ہے اور وہ بیاج کہ شریعت میں ناروا ہے، حنفیوں کے نزدیک بھی قطعی حرام ہے، البتہ ان نامی حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک بہت قسم کے بیاج جو چاروں مذہبوں میں حرام ہیں حلالِ لاکلام ہیں جیسا کہ روضہ ندیہ اور عرفُ الجادی کے باب ربا کے دیکھنے سے ثابت ہے کہ محرماتِ شرعیہ کو حلال بنا دیا ہے، ۔ان شاء اللہ الموفق۔ تفصیل اس کی اس کتاب میں درج کروں گا جو ان کی فقہ الحدیث کے اظہار اُغلوطات میں لکھوں گا۔

> **گیارہواں مغالطہ:** جب کہ سوئی ہوئی اور مجنونہ عورت سے صحبت کرے خاوند ان کا تو ان دونوں پر روزہ کی قضا ہے نہ کفارہ۔ اور کہا زفر امام اعظم کے شاگرد نے کہ نہیں ٹوٹتا روزہ ان دونوں کا۔ (ستارۂ محمدی: ۱۷ مطبع صدیقی لاہور)

جواب: معترض ضعف الطالب والمطلوب کا مصداق بن گیا کہ دونوں استاذ اور شاگرد بہک گئے، کیونکہ یہ مسئلہ یوں ہے کہ روزہ دار عورت سوئی پڑی یا دیوانی سے اس کے خاوند روزہ دار نے جب جماع کیا تو ان دونوں عورتوں پر قضا ہے نہ کفارہ۔ کیونکہ جان بوجھ کر روزہ توڑنے سے کفارہ ہوتا ہے اور ان عورتوں نے جان بوجھ کر نہیں توڑا۔ فقہ حنفی سے قطع نظر فقہ الحدیث کے صفحہ ۱۶ میں دیکھو۔ یوں لکھا ہے :

اور جو کوئی روزہ جان بوجھ کر توڑ ڈالے تو اس پر کفارہ ہے۔

پس حنفیوں کے اس مسئلہ کو مردود سمجھنا اپنی فقہ الحدیث کو مطرود سمجھنا ہے۔ مبارک ہو اور امام

زفر کا قول تو عین مطابق ہے تمہاری فقہ الحدیث کے کیونکہ اسی صفحہ (فقہ الحدیث کے) میں لکھا ہے :

جاتا رہتا ہے روزہ کھانے پینے صحبت کرنے سے جان بوجھ کر۔

پس بتاؤ کہ ان دونوں عورتوں نے کب جان بوجھ کر جماع کیا ہے کہ ان کا روزہ ٹوٹے، پس امام زفر کے قول کو مردود جاننا فقہ الحدیث کو مطرود ماننا ہے۔ دوسری مبارک ہو۔

باقی رہا مردسواس پر عمداً جماع کرنے سے کفارہ بھی لازم ہوا۔ کذا فی ردالمحتار والاشباہ وغیرہما۔ مگر ان کے مجتہد العصر روضہ ندیہ کے صفحہ ۱۰۰ میں ایک ایسی روایت نقل کرتے ہیں جس سے عمداً کھانے پینے سے کفارہ لازم نہیں آتا ہے روایۃً اور عمداً جماع سے بھی کفارہ لازم نہیں آتا ہے۔ بحثاً اصل عبارت حاشیہ پر منقول ہے۔ (۱)

اب معترض کو تیسری مبارک ہو کہ جان بوجھ کر روزے میں کھاؤ پیو جماع کرو کفارے سے تم چھوٹ گئے خوشیاں مناؤ اور اگر قسمت نیک ہے تو توبہ کرو اہل سنت حنفی مذہب میں آؤ۔ سور بندر ریچھ وغیرہ کے بول براز لہو منی کے پاک جاننے سے پھر جاؤ۔ حق تعالیٰ کے مقبولوں کی عداوت سے باز آؤ۔ ایمان بھی موافق فرقہ ناجیہ کے لاؤ۔ مشبہ کے پیچھے نہ جاؤ، تکبر اور خود بینی سخت مہلکات سے ہے، بدوں اس کے ترک کرنے کے کبھی بیڑا پار نہ ہوگا۔ اور یہ تحریر محض خیر خواہی کی رُو سے ہے، غصہ میں آکر غیر دین والوں کو نہ ہنساؤ۔ اسلام جو سب دینوں سے پسندیدہ دین ہے اس کو مضحکۂ کفار نہ بناؤ۔ وما علینا إلا البلاغ المبین واللّٰہ ھو الموفق والمعین .

بارھواں مغالطہ وہی آٹھواں مغالطہ ہے اور سوا فرج کے دخول اور مشت زنی سے سوا انزال کے روزے کا نہ ٹوٹنا فقہ الحدیث کے عین منشا ہے، اس کو مردود جاننا اپنی فقہ الحدیث کا مردود ماننا ہے۔ اور بنی آدم قابل شہوت زندہ سے جماع کرنے میں کفارہ لازم ہے بسند حدیث اعرابی جو صحیحین وغیرہ میں موجود ہے۔ فقہ الحدیث کے روضہ ندیہ وغیرہ میں بھی وہی سند مذکور ہے پس بدونِ

---

(۱) وقد قیل: ان الکفارۃ لا تجب علی من أفطر عامدا بای سبب، بل بالجماع فقط، و لکن الرجل انما جامع امرأته فلیس فی الجماع فی نهار رمضان الاما فی الاکل والشرب لکون الجمیع حلالا لم یحرم الا لعارض الصوم. و قد وقع فی روایة من هذا الحدیث ان رجلا افطر و لم یذکر الجماع۔ ۱۲ روضہ ندیہ ص ۱۰۰ مطبوعہ لکھنو

(الروضۃ الندیۃ شرح الدرر البھیۃ، جز اول، ص: ۲۲۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حکم قرآن وحدیث کے کسی پر کفارہ ثابت کرنا بموجب (۱) اقرار اپنی فقہ الحدیث وغیرہ کے قہار جبار کے غضب میں پڑنا ہے۔

تیرہواں مغالطہ: حد نہیں غیر مکلّف کے زنا کرنے سے ساتھ عورت مکلَّفہ کے نہ مرد پر نہ عورت پر۔ اور حد نہیں اس عورت کے ساتھ زنا کرنے سے جس کو زنا کے واسطے مزدوری دی ہے۔ (ستارۂ محمدی:۱۸)

جواب: غیر مکلّف بالاتفاق مرفوع القلم ہے، اس پر حد کیوں کر جاری ہو۔ عرف الجادی کے صفحہ ۸۳ میں مجتہد العصر کے خلف رشید لکھتے ہیں :

وزوالِ عقل رافع قلم تکلیف ست

جب عاقل کی عقل کے زائل ہونے نے قلم تکلیف کو اٹھا دیا تو جس کو اب تک عقل آئی ہی نہیں وہ کیوں قلم تکلیف کے نیچے آ کر حد مارا جائے اور عورت اس لیے حد سے محفوظ ہے کہ زنا نام مرد کی وطی کا ہے غیر ملک میں۔ اور نابالغ مرد نہیں کہ اس کا زنا متصور ہو پس عورت سے بھی وہ زنا نہیں ہوا جس سے حد ماری جاتی اور جب اصل پر حد نہ ہوئی تو تابع پر کیوں کر ہو۔ کذا فی ردالمحتار والنہر وغیرہما۔ (۲)

اور شبہوں سے حد کا دفع کر دینا عمل بالحدیث ہے۔ اگر ہماری بات کا اعتبار نہیں تو دیکھو تمہارے مجتہد العصر کے فرزند نہج مقبول کے صفحہ ۸۴ میں لکھتے ہیں :

وساقط میشود حد بشبہات محتملہ۔

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

---

(۱) عرف الجادی کے صفحہ ۸۳ میں یوں اعتراض ہے کہ مجنونہ پر کیوں قضا ہوئی کہ وہ مکلفہ نہیں سو یہ اس مجنونہ کی بات ہے جو بعد از صبح صائمہ ہو کر مجنونہ ہوئی اور یہ معترض کہتا ہے کہ اس پر کفارہ کیوں نہ ہوا ان لوگوں کی باہمی نزاع ہے جیسا کہ روضہ ندیہ میں کچھ اور ہے ان کے بیٹے کا عرف الجادی وغیرہ میں کچھ اور طور ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے رد مفصل میں شرح وار لکھوں گا۔ ۱۲

(۲) روضۂ ندیہ کے صفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ بدونِ دلیل حکم شرعی ثابت کرنا ایسا ہے جیسا قرآن وحدیث کے احکام کا انکار کرنا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ۱۲ منہ کان اللہ لہ۔

اور عرف الجادی کے صفحہ ۲۱۵ میں بھی اس امر کو کئی حدیثوں سے ثابت کیا ہے، اور یہ دونوں کتابیں تمہاری فقہ الحدیث ہیں۔

باقی رہا مسئلہ عورت کا جس کو زنا پر مزدوری دی گئی ہے سو معترض نے درمختار سے لکھا ہے، فقیر کہتا ہے کہ اسی درمختار میں لکھا ہے :

والحق وجوب الحد .

یعنی حق بات یہ ہے کہ اس میں حد مارنی لازم ہے۔

ردالمحتار اور فتح القدیر اور نہر الفائق وغیرہ میں یوں ہی لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس معترض کو ایسی ناحق باتوں سے سچی توبہ نصیب کر کے حق کی طرف مائل کرے۔

چودھواں مغالطہ: جو حلوان سور کے دودھ سے پالا گیا ہے اس کا گوشت حلال ہے، یہ مسئلہ حنفیہ کا ہے اور حدیث پر چلنے والے اس مسئلے کو مردود سمجھتے ہیں۔ (ستارۂ محمدی: ۱۸)

جواب: کورے بہ از نادانے، جاہل رہنے سے اندھا ہونا بہتر ہے۔ واضح ہو کہ اس شخص نے فقہ الحدیث خود لاہور کے صدیقی مطبع سے چھپوائی ہے اور اس کے اخیر تاریخ کی نظم میں لکھا ہے کہ دین اسی میں ہے پس ان کی اس دینی کتاب کے صفحہ ۵ میں صرف گوشت سور کا پلید لکھا ہے اور سور کے باقی اجزا میں بحکم اصل کے پاکی کا فتوی ہے۔(۱)

اور روضہ ندیہ میں بھی گوشت خنزیر کو پلید لکھ کر بول و براز و منی سب حیوانات کو پاک لکھا ہے جس سے سور کے بول و براز و چربی و دودھ و منی وغیرہ کا سوائے گوشت کے پاک ہونا بخوبی ثابت ہے۔ اور اسی پاک ہونے سے مولوی نذیر حسین صاحب کے شاگرد عبدالغفور محمدی نے استفتائے مرقومہ بالا میں سور کی چربی وغیرہ کے کھا لینے کی اجازت لکھ دی ہے بحکم آیت **کلوا من الطیبات** کے۔

---

(۱) نواب صاحب کے فرزند کی کتاب نہج مقبول کے صفحہ ۲۰ میں گوشت سور کے پلید ہونے میں اختلاف لکھا ہے یعنی یہ بھی اتفاقی پلید نہیں ہے اور یہ کتاب نواب صاحب کی تصحیح اور اجازت سے چھپی ہے پس نواب صاحب کے نزدیک گوشت سور کا بھی پاک ہے کیونکہ اختلاف سے اصلی پاک نہیں علاقی ہے۔ ۱۲ منہ کان اللہ لہ

اور نیز نواب صاحب بہادر روضۂ ندیہ کے صفحہ ۲۱۲ میں سب طیبات کو حلال لکھتے ہیں اگر چہ اس سے حلال ہونا دودھ چربی سور کا پایا گیا مگر اس سے بڑھ کر اور بھی ثبوت ہے کہ فقہ الحدیث کے صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے :

> 'اصل ہر چیز میں حلت ہے اور نہیں حرام مگر وہ چیز جس کو حرام کیا خدا تعالیٰ اور رسول علیہ السلام نے اور جس چیز سے سکوت کیا خدا تعالیٰ اور رسول علیہ السلام نے وہ معاف ہے ، پس حرام ہے وہ چیز جو قرآن شریف میں ہے یعنی مردار جانور اور خون بہتا ہوا اور گوشت سور کا اور جس پر وقت ذبح کے نام غیر اللہ کا لیں۔' انتہیٰ

بعد اس کے باقی حرام جانوروں کا نام لکھ کر اخیر میں لکھا ہے :

> 'اور جو اس کے سوا ہے وہ حلال ہے۔'

اب غور کرو کہ جن جانوروں کے نام لے کر حرام لکھا ہے ان کی ساری جزویں حرام ہیں اور سور کا صرف گوشت لکھا ہے اس واسطہ کہ قرآن اور حدیث سے سور کا گوشت بھی حرام ہے اور سور کا نام لے کر سارے جانور کو حرام نہیں کہا بلکہ قرآن و حدیث سور کے باقی اجزا سے خاموش ہیں پس وہ سارے اجزا یعنی سور کی چربی اور دودھ وغیرہ ان کے نزدیک بموجب اصل بالا کے حلال ہیں اور سوا قرآن و حدیث کے فقہ الحدیث میں اور کوئی دلیل شرعی نہیں جس سے کسی چیز کی حرمت ثابت ہو خود معترض ستارۂ محمدی کے صفحہ ۱۲ میں لکھتا ہے کہ :

> 'موحدین کا عمل تو قرآن و حدیث سے صحیح ہے۔' انتہی

اور مقلدوں کے نزدیک ضرور ہر جزو سور کی پلید اور حرام ہے بدلیل اجماع امت کے جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں :

> تمام اُمت اجماع دارد بر ایں کہ ایں جانور نجس العین ست ہیچ جزو از و انتفاع نباید گرفت۔

اور فقہ کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ خنزیر نجس العین ہے یعنی اس کے ساری جزویں پلید اور حرام ہیں زندہ ہو خواہ مردہ۔ کذا فی رد المحتار وغیرہ۔ اور اس اجماعِ امت کو فقہ الحدیث والوں نے اُڑا دیا ہے اور صرف ادِلۂ شرعیہ قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں جیسا کہ عرف الجادی کے صفحہ ۳ میں لکھا

ہے، پس ان کے اُصول کے مطابق سور کی چربی دودھ حلال ہیں۔ کما ھو الظاہر الباہر۔

اگر کہیں تقیہ کے طور پر لکھ دیں کہ چربی دودھ سور کا حرام ہے تو جب تک اس کو آیت اور حدیث سے ثابت نہ کریں تب تک کسی عاقل کے نزدیک مقبول نہ ہوگا کیونکہ خلاف ان کے اصول کے ہے۔ پس جب ان کے نزدیک سور کا دودھ پاک اور حلال ہو چکا تو معترض کس منہ سے حنفیوں پر طعن کرتا ہے، اور اس طعن کا بھی جواب ان کی فقہ الحدیث میں ہے جو صفحہ ۳۲ میں من جملہ محرمات کے لکھا ہے: ''اور گا ونجاست کھانے والی پہلے اِستحالہ سے۔''

اور اس کے حاشیہ پر لکھا ہے مثلاً مرغ کو تین روز بند کر کے اسی طرح اور جانوروں کے پھر اس کو ذبح کر کے کھائے پس جن کے نزدیک وہ دودھ پلید اور حرام ہے تو بموجب فقہ الحدیث کے بند کرنے تین روز کے اس حلوان کا ذبح کر کے کھالینا روا ٹھہرا۔ پس یہی حکم ہے حنفی کتابوں کا دیکھو رد المحتار اور فتاوی خانیہ اور شرح وہبانیہ اور قنیہ اور فتاوی قاضی خان اور ابوالمکارم وغیرہ میں۔

باقی رہا یہ کہ اس معترض نے ستارۂ محمدی کے صفحہ ۱۲ میں بابت پنیر شام کے جس کا بننا پنیر مایۂ خنزیر سے مشہور ہے اور ان موحدوں کے رسالے اظہار الحق کے صفحہ ۱۸ میں اس کا کھانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے پھر اس امر کا انکار کیا ہے کہ یہ فتوی موحدین کا نہیں ہے بلکہ مولوی عطا محمد حنفی کا ہے۔ سو اب انصاف کرے کہ سور کی چربی اور دودھ کس کے نزدیک پاک اور حلال ہے۔ حنفی تو ہزار زبان سے اس کی پلیدی اور حرمت کے قائل ہیں، صرف موحدوں کی فقہ الحدیث نے ان چیزوں کو پاک اور حلال کر دیا ہے۔

۔ان شاء اللہ الموفق۔ تمہاری فقہ الحدیث کے جواب میں اس امر کی بخوبی تحقیق کر کے ساری ظاہر داریوں کے جواب شافی لکھوں گا۔ میاں تم اس پنیر کی روایت سے کیوں انکاری ہوتے ہو تمہاری فقہ الحدیث سے نشان دیتا ہوں۔ عرف الجادی (۱) کے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر۔ جو نصاری کے شہروں سے آیا تھا۔ کھایا تھا۔

اور یہ ایک بات کیا تمہاری فقہ الحدیث نے کئی قطعی حراموں کو حلال کر دیا ہے، اگرچہ تفصیل اس کی اپنے موقع پر ہوگی مگر بالفعل اتنا نمونہ دیکھو۔ درر بہیہ فقہ الحدیث کی عربی شرح روضہ ندیہ کے

---

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پنیر را کہ از بلاد نصاری آمدہ بود بخورد۔ ۱۲ عرف الجادی ص: ۱۰

صفحہ ۱۱ میں ہے :

لعدم نجاسة ذوات المشركين كما ورد فى أكل ذبائحهم و أطعمتهم .

اورعرف الجادی کے صفحہ ۱۱ میں ہے :

وذبائح اہل کتاب ودیگر کفار نزد وجود ذبح بر بسملہ یا نزد اکل آں حلال است حرام و نجس نیست۔ (۱)

یعنی مشرک اور کافر کی گھٹنی اگر بسم اللہ سے ہے حلال ہے اور اگر کافر بسم اللہ کے بغیر بھی ذبح کرے تو اس گوشت پر مسلمان بسم اللہ پڑھ کر کھالے حلال ہے۔

لومبارک ہو وہ ذبیحہ جو بحکم قرآن وحدیث (۲) حرام تھے تمہاری فقہ الحدیث نے حلال کر دیے۔

باقی رہا یہ کہ نہجِ مقبول من شرائع الرسول کے صفحہ ۲۷ میں کافر اور مشرک کے ذبیحہ کے حلال ہونے کی یہ دلیل لکھی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نومسلم لوگ گوشت لاتے ہیں معلوم نہیں کہ ذبح کے وقت خدا کا نام لیتے ہیں یا نہیں، یہ گوشت کھائیں یا نہ؟

آپ نے فرمایا: تم خدا کا نام لے کر کھالیا کرو۔ یہ حدیث بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے پس آپ کے دوبارہ بسملہ کے حکم کرنے سے ثابت ہوا کہ جس ذبیحہ پر بسملہ نہ کریں وہ حلال ہے ذابح مسلمان ہو یا کافر۔ یہ ترجمہ ہے شرائع الرسول کا۔ (۳)

فقیر عرض کرتا ہے خدائے جبار وقہار سے ڈرو۔ نواب یا نواب زادے بن کر دین اسلام میں اس قدر زیادتی اور طوفان انگیزی نہ کرو۔ بڑے بڑے محدث اور مفسر علمائے دین دار پرہیزگار لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس شک سے کہ شاید بسم اللہ وقت ذبح کے پڑھی گئی ہے یا نہیں، یقین اس امر کا کہ مسلمان بسم اللہ سے ہی ذبح کیا کرتے ہیں گو نومسلم ہی ہوں زائل نہیں ہوتا

---

(۱) حرام چیز کے کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنی کفر ہے، مولانا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ۱۲

(۲) ذکر دلیل قرآن وحدیث کا حرام ہونے ذبیحہ کافر ومشرک پر ان شاء اللہ تعالیٰ دوسری جگہ رد مفصل میں لکھوں گا۔ ۱۲

(۳) سبحان اللہ وبحمدہ حدیثوں میں ایسے تصرفات بے جا کر کے کتابیں لکھتے اور پھر ان کا نام شرائع الرسول رکھنا کیا نازیبا ہے۔ ۱۲ منہ کان اللہ لہ

اس گوشت پر مثل دوسرے حلال گوشتوں کے بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور فی الحقیقت یہی مطلب ہے کافروں کے ذبح کرنے کا تو اس میں اشارہ کنایہ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو انصاف نصیب کر کے اہل سنت کے طور وطریقے پر لائے اور دین اسلام پر کافروں کو نہ ہنسائے۔

پناہ بخدا ان کے نزدیک کافر مشرک کی بسم اللہ نے یہ تاثیر کر دی کہ وہ ذبیحہ حلال ہو گئی اور مسلمانوں کی بسم اللہ سے پیر صاحب کا بکرا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے گوشت کو پکا کر ان کی فاتحہ کروں گا حلال نہیں ہوتا جیسا کہ عرف الجادی کے صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں طرفہ تر اور ہے کہ بعضے موحد تو کافر کی بسم اللہ کی تاثیر کے ایسے قائل ہیں جو اوپر لکھا گیا ہے اور بعض موحدوں نے بسم اللہ کو جو مسلمانوں میں ایک دوسرے کے آنے جانے کے وقت اور کھانا سامنے رکھنے کے وقت مروج ہے اور ان کی مراد یہ ہے کہ خدائے پاک کے نام سے آؤ، جاؤ، کھاؤ۔ کلمۂ کفر قرار دیا ہے جیسا کہ مولوی غلام علی انبرسری رسالہ تحقیق الکلام کے صفحہ ۵۷، ۵۸ میں لکھتا ہے۔ اور مولانا قاری نے یہ مسئلہ بعض غیر مشہور کتابوں سے فقہ اکبر کی شرح میں نقل کر کے پھر اس کو رد کیا ہے اور نامعتبر اور مجہول الاصل لکھا ہے۔ پس اس مجہول الاصل نامعتبر بات کو انبرسری صاحب نے پکڑ کر بسم اللہ کو باللات والعزی کے ساتھ ملا دیا ہے (تاکہ مسلمان جان لیں کہ بسم اللہ سے کام رکھنا غلط بات اور واہیات ہے) جیسا کہ لکھا ہے۔☆

میں کہتا ہوں کہ فقہا نے کہا ہے ملا علی قاری خواہ غصہ ہوں خواہ راضی۔ کیا بھلا کلمۂ کفر کا جہان میں مستعمل ہو جائے تو جائز ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو جب ان کے منہ سے خطاً کلمہ باللات والعزی نکلتا تھا کلمہ پڑھواتے تھے۔

(☆) فقیر نے رسالہ ہدیۃ الشیعتین کے دیباچہ میں لکھا تھا کہ رسالہ تحقیق الکلام میں کافروں کے حق کی آیتیں مومنوں پر لگائی ہیں اس جگہ ایک نظیر اس کی لکھی جاتی ہے، صفحہ ۴۴ میں آیت **وَاتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا** کو علما کے حرام اور حلال کیے کو ماننے والوں کے حق میں راست کیا ہے بدلیل قصہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اور اس میں سخت غلطی ہے، اس لیے کہ حدیث عدی بن حاتم میں تو یوں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ تم اپنے علما کی اس میں اطاعت کرتے ہو کہ وہ جب خدا کے حلال کو حرام کر دیتے ہیں تو تم بھی اسے حرام جانتے ہو اور جب خدا کے حرام کو حلال کر دیتے ہیں تو تم اسے حلال جانتے ہو۔ اس نے عرض کی ہاں۔ فرمایا: یہی عبادت ہے۔ **كذا في البغوي وغيره .**

پس مسلمان مقلدین کب ایسی اطاعت اپنے اماموں کی کرتے ہیں۔ کب ان کے امام خدا کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بناتے ہیں۔ **بل هذا إلا بهتان عظيم . على هذا القياس** اس شخص نے مسلمانوں پر کافروں کی آیتیں لگا کر کافر لکھ دیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ منہ عفی عنہ ۱۲

فقیر کہتا ہے بسم اللہ شریف کو مثل باللات والعزی کے بنانا ۔ نعوذ باللہ من ذالک ثم نعوذ باللہ من ذالک ۔ بڑا تعجب ہے ان انبرسری قاضی صاحب سے کہ پہلے صفحہ اسی رسالے تحقیق الکلام میں حنفی شافعی مالکی حنبلی چشتی قادری نقشبندی سہروردی سب کو بدعتی لکھا ہے اور پھر صفحہ ۹ میں مشرک فی الرسالۃ اور مشرک فی الالوہیۃ لکھا ہے اور پھر صفحہ ۴۸ میں ان کو کافر لکھا ہے پس اب صفحہ ۵۸ میں فقہا سے جو حنفی شافعی نقشبندی قادری وغیرہ ہیں کس منہ سے سند لیتے ہیں بھلا صاحب بدعتیوں مشرکوں کافروں سے سندیں لی جاتی ہیں! ع: بریں عقل و دانش بباید گریست

بسم اللہ کو کلمۂ کفر بنانے کے واسطے آیت و حدیث کیوں نہ سند لائے جس پر زبان سے تمہارے عمل درآمد ہے ۔ حق تعالیٰ سے ڈرو فقہا کو بدنام نہ کرو ۔ کسی ایک معتبر فقیہ کا نام تو لیا ہوتا صرف فرضی جمع فقہا کا لفظ لکھ کر اپنے خیالی مطلب ثابت کرتے اور قادر قہار جبار سے نہیں ڈرتے ہو ۔ ابھی تک فرصت باقی ہے، خدا تعالیٰ کے لیے ایسی گستاخی اور بے ادبیوں سے باز آؤ، توبہ نامہ مشتہر کراؤ، قومی ہمدردی سے یہ تحریر ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے مقبولوں میں آپ کی بدنامی سے تشہیر ہے، فقیر کا دل جلتا ہے خون پگھلتا ہے ۔ واللہ ہو الموفق ۔

اب ستارہ محمدی (۱) والے سے یہ تکرار ہے کہ علمائے لاہور و نواح نے تمہاری علمیت اور قابلیت کے لحاظ سے تمہاری بلاغِ مبین اور ظفر مبین کو ہاتھ میں لے کر دیکھنے بھالنے کو عار سمجھا، تمہارے اشتہار سے ہندوستان کے علمائے دین دار نے ان کے کئی رد لکھے ہیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور فقیر نے بھی حق تعالیٰ کے بندوں کی پاس داری کی نیت سے اتنا قدر قلیل لکھا ہے ۔

---

(۱) یہ رسالہ (۲۴ صفحات) مولوی محی الدین وہابی (تاجر کتب لاہور) کا تصنیف کردہ ہے جو کہ مولانا غلام قادر بھیروی کے رسالہ صمصام قادری وسنان بغدادی کے جواب میں ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء میں مطبع صدیقی، لاہور سے شائع ہوا ۔ مرتبین

(☆) واضح ہو کہ امرت سر وغیرہ کے موحد جب سنتے ہیں کہ فقہ الحدیث والوں نے نجاستوں اور حراموں کو پاک و حلال کر دیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم ان سے بیزار ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان کے علما ان کی کتابوں سے سندیں لیتے ہیں ۔ مولوی غلام علی نے تحقیق الکلام کے صفحہ ۲۵ میں نواب صاحب کی کتاب سے سند لے کر ان کو علمائے محققین سے لکھا ہے، اور مولوی عبدالجبار صاحب نے بجواب تحقیق الکلام میں نواب صاحب بہادر سے سندیں لی ہیں ۔ پس عوام کا انکار بے اعتبار ہے ۔ ۱۲ منہ کان اللہ لہ ۱۲

ذرا اپنے جوابوں کو غور سے خود یا کسی سے دیکھو بھالو۔ اسلام کا نام رکھتے ہو خدائے پاک سے ڈرو۔ ابھی اپنا منہ سنبھالو، توبہ کرو باری تعالیٰ کے مقبولوں کی دشمنی میں قادرِ ذوالجلال کے غضب سے ڈرو۔ کہاں تم اور کہاں ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم ! ۔ ان کی عیب جوئی اپنی دارین کی رُسوائی سمجھو۔ اگر ہماری نہیں مانتے دیکھو تمہاری فقہ الحدیث عرف الجادی کے صفحہ۴ میں لکھا ہے :

واشتغالِ بمطاعن ائمہ اربعہ وچہ غیر انیاں کذبا و بہتانا پیشۂ ہر مخذول محروم از حلاوت ایمان و بشاشت اسلام باشد۔

یعنی امام اعظم اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم پر جھوٹ اور بہتان سے طعنے کرنا ایمان اور اسلام کی حلاوت سے بے نصیب کا کام ہے۔

أعاذنا اللّٰه وجميع المسلمين عن ذلک وأمدنا اللّٰه المعين بتوسلهم في الدنيا و فيما هنا لک آمين يا رب العالمين والحمد للّٰه تعالى على الإتمام و صلى اللّٰه تعالى على خير خلقه محمّد سيد الأنام وآله وصحبه الكرام و علماء دينه العظام برحمتک يا أرحم الرحمين .

مخمس اَز مؤلف بر غزل جامع علیہ الرحمہ

دیدہ گریاں سینہ بریاں آہ و نالہ دم بدم
ہے یہ ذوق وشوق اپنا ہے یہ اپنا زیر و بم
دن کو ہے یہ فکر جی میں رات کو بھی ہے یہ غم
کے بود یارب کہ رو در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

دل کو بھاتی ہی نہیں ہے سیر حسن مہر و مہ
تیرے دروازے پہ جا کر میں کہوں یہ ناصیہ
ہے یہ مطلب دل کا اور ہے آرزوے ہر دمہ
بر کنار زمزمہ از دل کشم صد زمزمہ
وز دو چشم خوں فشاں آں خانہ را دریا کنم

گرچہ ہوں میں خاکسار و مفلس و بیکس گدا
پر نہیں دل کو تمنا مال و دنیا کی ذرا
سوزِ دل سے ہے یہی ہر دم وظیفہ اور دعا
یا رسول اللہ بسوے خویش ما را رہنما
تا ز فرقِ سر قدم سازم ز دیدہ پا کنم

گرچہ عصیاں سے ہوں بس خوار ونزار ومنفعل
بے سروسامانی اپنے سے ہوں نادم اور خجل
لیکن عشق احمدی ہے جانشین جان ودل
آرزوے جنۃُ الماوی بروں کردم ز دل
جنتم ایں بس کہ بر خاک درت ماءاکنم

دستگیری کیجیے یاشہ! بہ فیضِ خاصِ خود
آپ کی فرقت سے سب جاتی رہی ہے ہوش وسدھ
وصل بِن دل رفتہ کو آتی نہیں ہے عقل وبدھ
صد ہزاراں وی دریں سودا مرا ز رشد
نیست صبرم بعد زیں کا مرد ز را فردا کنم

یاخدا اس عشق میں رکھنا مجھے ثابت قدم
یارسول اللہ تیرا کلمہ ہو منہ میں مرتے دم
زندگی میں ہے تمنا اے شہِ عرب وعجم
خواہم از سودائے تو پابوس درگاہت شوم
یا بپائت سر نہم یا سر دریں سودا کنم

تیرے اِحسانوں کا ممنون ہوں مگر یک لحظہ
گر نظر بہر خدا خیرالبشر یک لحظہ
اس غلامی پر ہو رحمت سربسر یک لحظہ
مردم از شوق تو معدوم مگر یک لحظہ
جامؔی آسا نامہ شوق دگر انشا کنم

منظومہ – منہ کان اللہ لہ ۔

خدا ہی لائق حمد اور ثنا ہے ◈ نہیں اس جیسا کوئی دوسرا ہے
اکیلا ذات میں اور وصف اور اسم ◈ نہ اس کا ہاتھ پاؤں منہ ہے نہ جسم
نہ وہ کھائے نہ وہ پیوے نہ سووے ◈ کسی جگہ اور مکاں میں بھی نہ ہووے
وہ سنتا ہے مگر کانوں سے ہے پاک ◈ وہ دیکھے ہے مگر آنکھوں سے ہے پاک
اور ایسے جتنے ہیں اوصافِ انساں ◈ منزہ ہے وہ سب سے پاک رحماں
کسی جیسا نہیں ہرگز خداوند ◈ نہ ہے مخلوق کوئی اس کی مانند
یہ ہے ثابت کلام کبریا سے ◈ یہ ہے ثابت حدیث مصطفیٰ سے
یدو وجہہ وقدم عین اِستوا بھی ◈ اصابع ساق اور فوق السماء بھی
جو آئی ہیں کلامِ کبریا میں ◈ اور آئی ہیں حدیث مصطفیٰ میں
ہمیں ان پر بھی ایمان ویقیں ہے ◈ ولیکن پیروی ان کی نہیں ہے
انہیں اوصافِ متشابہ کہا ہے ◈ خدا جانے مراد اُن سب کی کیا ہے
چلیں ہم قل ھو اللّٰہ اَحد پر ◈ عقیدہ رکھیں اللّٰہ الصمد پر
کہا لیس کمثلہ شئیٌ خدا نے ◈ سکھایا ہم کو ایسے مصطفیٰ نے
پھر ہم کیونکر کہیں اس کا مکاں ہے ◈ اور اس کے ہاتھ پاؤں کا نشاں ہے
عقیدہ اہل سنت کا یہی ہے ◈ عقیدہ ساری اُمت کا یہی ہے
ولیکن اہل تجسیم اس میں بھکے ◈ مکاں اور جسم خالق کا وہ سمجھے
اِماموں نے انہیں کافر لکھا ہے ◈ یہ بدلہ اُن کی تشبیہ کا دیا ہے
کتابیں دین کی صدہا ہیں موجود ◈ جسے ہو دیکھنا وہ دیکھے مقصود
ہمارے وقت میں پھر شور اُٹھا ◈ مکاں اور جسم کا چرچا ہے پھیلا

خدا کا عرش پر ہونا سنایا ◆ اور ہاتھ اور پاؤں کا ملنا بتایا
حیاتِ سرورِ عالم سے اِنکار ◆ ہے تحقیر نبی پر دل سے اِصرار
نجس چیزوں کو پاکیزہ بنایا ◆ ذبیحہ کافروں کا حل سنایا
ذبیحہ مشرکوں کی بھی کھلائی ◆ حرام اَشیا پہ بسم اللہ پڑھائی
کہے گر آنے جانے پر مسلماں ◆ جو بسم اللہ تو کافر ہے اسی آں
براز و بول بندر ریچھ و خنزیر ◆ کریں ہیں اُن کے پاک ہونے میں تحریر
شراب وخون جاری گوشت مردار ◆ بتائیں سب کو پاکیزہ بہ تکرار
اور تحفۂ مومنیں (۱) میں یوں لکھا ہے ◆ نکاح پھوپھی سے کر لینا روا ہے
غرض دین خدا ایسا بگاڑا ◆ کہ ہنستا جس سے ہے چوہڑا چمارا
اماموں کی فقط چھوڑی نہ تقلید ◆ ہے بھولا بلکہ سیدھا راہِ توحید
تکبر اور خودی نے سخت گھیرا ◆ مسلمانوں کی رہ سے منہ ہے پھیرا
حدیثوں پر عمل کرنے کا دعویٰ ◆ اصولِ دین پر ہے سو تبرّا
یہ ثمرہ خود پسندی نے دیا ہے ◆ عجالہ نافعہ میں یوں لکھا ہے (۲)
خداوندا ہمیں ان سے بچانا ◆ مسلمانو نہ پیچھے ان کے جانا
نمازیں ان کے پیچھے ہیں ناجائز ◆ یہ ہے علماے دیں سے حکم فائز
امام اپنے کی ہی تقلید ہے دیں ◆ اسی پر خاتمہ ہو رب آمین

تمت بالخیر

---

(۱) کتاب تحفۃ المومنین مولوی قربان علی رئیسُ المُحدِثین ساکن پانسی ضلع بسی نے واسطے استفادہ محمدیوں کے تالیف کر کے بعد نظر ثانی ۱۲۸۹ھ میں مطبع منشی نول کشور میں چھپوائی ہے اس کے صفحہ ۱۶، ۱۷ میں لکھا ہے:

’سوال: ممانی و چچی و بھاوج و پھوپھی کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں؟۔

جواب: درست ہے۔‘

(۲) مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ عجالہ نافعہ میں لکھتے ہیں کہ جس نے احادیث کے معاملے میں معانی منقولہ سلف کے سوا اور رکھے یا راویوں میں بے امتیازی کی تو اس کو ثمرہ گم راہی اور گم راہ کرنا حاصل ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ